بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

کتاب الوصیة

هذا کتاب الوصیة من الامام الاجل الاعظم ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ لاصحابه رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین لما مرض ابو حنیفة رحمه الله تعالیٰ قال اعلموا اصحابی و اخوانی وفقکم الله تعالیٰ ان فی مذهب اهل السنة والجماعة اثنی عشر نوعا من الخصال فمن کان یستقیم علی هذه الخصال لایکون مبتدعا ولایکون صاحب الهواء فعلیکم اصحابی و اخوانی ان تکونوا فی هذه الخصال حتی تکونوا فی شفاعة نبینا محمد ﷺ یوم القیامة۔

ترجمہ: جس وقت حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار پڑ گئے تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے شاگردوں سے) فرمایا کہ اے میرے شاگردو! اوراس مذہب کی پیروی کرنے والے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ بتحقیق اہل سنت وجماعت کے مذہب میں بارہ (۱۲)اقسام پر مشتمل عقائد اوراعمال موجود ہیں توجو شخص ان خصائل (اعمال) پر صحیح طریقے سے گامزن ہو (عمل کر جائے) تو ایسا شخص کبھی بھی دین میں صاحب بدعت اور صاحب ہوا نہیں ہو گا تو اے میرے شاگر دو اور بھائیو! آپ پر یہ بات لازم ہے کہ آپ سب ان (۱۲) خصائل کو مظبوطی سے تھامے رکھو تا کہ آپ سب کو بروز قیامت ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نصیب ہو جائے۔

خصلت (۱): ان (بارہ خصائل) میں سے پہلی قسم "ایمان" ہے اورایمان زبان سے اقرار (ان سب امور پر کہ جن پر حضور نبی کریم ﷺ نے عمل فرمایا ہو۔) اوردل سے تصدیق کرنے کو کہتے ہیں اور صرف زبان سے اقرار کرنے کو ایمان نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اگر صرف زبان سے اقرار کرنے کو ایمان کہا جاتا تو سارے منافقین، مؤمنین ہوتے اوراسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو صرف نبوت کے ساتھ پہچاننا (بغیر اقرار اور تصدیق کے) ایمان نہیں ہے کیونکہ اگر صرف معرفت ایمان ہوتی تو (عصر نبوی ﷺ میں) اہل کتاب سب مؤمنین ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حق میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔ (یعنی ان کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ ہم صرف دل کی تصدیق کی وجہ سے مسلمان ہیں) اور (مؤمن بہ چیزوں پر) ایمان پر نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ ہی کمی۔ کیونکہ ایمان میں زیادتی، نقصان کفر کی صورت میں ہی ممکن ہے اورایمان میں کمی کی صرف یہ ایک صورت ہے کہ جب کفر میں اضافہ ہو پس یہ کس طرح جائز ہو گا کہ ایک شخص ایک ہی حالت مومن اور کافر دونوں ہو حقاً (واقع میں) اور مؤمن کے ایمان میں شک نہیں ہے جس طرح کہ کافر کے کفر میں شک نہیں ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (ان دونوں گروہوں کے بارے میں) یہ لوگ (مؤمنین) سچے ایمان والے ہیں۔ (اور یہ دوسرا گروہ یعنی کافر کہ) یہ سب لوگ اصلی کافر ہیں، اور حضرت محمد ﷺ کی امت میں جو لوگ گناہگار ہیں (گناہ کبیرہ میں ملوث ہیں) وہ سب مؤمنین ہیں کافر نہیں ہیں۔

تشریح: کرامیہ کا ایک گروہ اس عقیدے پر ہے کہ صرف زبان ہی سے اقرار کر لینا کافی ہے دل سے تصدیق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جبکہ یہ ایک فاسد عقیدہ ہے۔[1]

حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان تمام مؤمن بہ چیزوں پر زبان سے اقرار اوردل سے تصدیق نہ کرے وہ مؤمن نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

عن علي بن أبي طالب الإيمانُ عقدٌ بالقلبِ وإقرارٌ باللسانِ وعملٌ بالأركانِ۔

[1] (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ دل کے ساتھ تصدیق ہو اور زبان کے ساتھ اقرار ہو اور ارکان پر عمل ہو۔ (لیکن ہمارے نزدیک عمل ایمان کا جزو نہیں ہے)[2]

اور اجماع اس بات پر ہے کہ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہیں اور گناہ کرنے سے مؤمن ایمان سے خارج نہیں ہوتا، چاہے ایک گناہ بھی ہو البتہ یا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر عذاب دے گا یا اپنے فضل و کرم سے معاف کر دے گا۔ یہ قول حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت ابوالحسن الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے اور ایک گروہ جہمیہ کا ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی دل تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز دل سے ادا کرنی چاہئے ظاہری طور پر نماز ادا کرنا فرض نہیں ہے اور اس طرح حج کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ حج بھی دل سے ادا کرنا چاہئے اس کے ظاہری ارکان ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

و ذهب بعضهم الی انه یسقط عنه العبادات الظاهرة و یکون عبادته التفکر۔

ترجمہ: (اس گروہ جہمیہ کے) بعض لوگ (اعتقادی طور پر) اس طرف گئے ہیں کہ انسان سے ظاہری عبادات ساقط ہو گئی ہیں (یعنی ان کی ضرورت نہیں ہے) اور سوچ و تفکر ہی (میں) عبادت ہے۔[3]

یہ گروہ بھی قرآن و حدیث کے مخالف ہے کیونکہ

و لقوله عليه السلام مَن ترکَ الصلاةَ متعمدًا فقد کفرَ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے ایک نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑی اس نے یقیناً کفر کیا۔[4]

ایک گروہ جو کہ معتزلہ اور روافض کا ہے وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے جبکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان زیادہ یا کم نہیں ہوتا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

عن أبي هريرة : جاء وفدُ ثقيفٍ إلى رسولِ الله ﷺ فقالوا: يا رسولَ اللهِ الإيمانُ يزيدُ وينقُصُ؟ فقال: لا، الإيمانُ مُكمَّلٌ في القلبِ، زيادتُه كفرٌ، ونُقصانُه شِركٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس قبیلہ ثقیف کا ایک وفد آیا۔ انہوں نے آکر پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آیا ایمان زیادہ یا کم ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں (بلکہ) ایمان (بندے کے) دل میں مکمل ہوتا ہے۔ اس (کے بارے) میں زیادہ ہونے کا عقیدہ کفر ہے اور کم ہونے (کا عقیدہ رکھنا) شرک ہے۔[5]

معتزلہ کا ایک گروہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ایمان اور شرک ایک شخص میں بیک وقت پائے جاتے ہیں یعنی ایک شخص ایک ہی وقت میں مؤمن بھی ہو سکتا ہے اور کافر بھی۔ مگر یہ بات غلط ہے کیونکہ یہ بات نصوص میں صراحت کے ساتھ موجود ہے جو کہ متن میں بھی بیان ہو چکی ہے۔

ان الکبيرة التی هی غير الکفر لا تخرج العبد المؤمن من الايمان لبقاء التصديق الذی هو حقيقة الايمان خلافا للمعتزلة حيث زعموا ان مرتکب الکبيرة ليس بمؤمن و لا کافر و هذا هو المنزلة بين المنزلتين۔

---

[2] (السيوطي (٩١١هـ)، الدرر المنتثرة ٣٥• ملاعلي قاري (١٠١٤هـ)، الأسرار المرفوعة ١٥٨• الزرقاني (١١٢٢هـ)، مختصر المقاصد ٢٥٦• ابن ماجه و شرح العقائد المسمى به نبراس ص ۴۰۱)

[3] (شرح العقائد المسمى به نبراس ص ۵۶۲)

[4] (الطبراني (٣٦٠هـ)، المعجم الأوسط ٣/٣٤٣• المنذري (٦٥٦هـ)، الترغيب والترهيب ١/٢٦١• النووي (٦٧٦هـ)، الخلاصة ١/٢٤٨• الهيثمي (٨٠٧هـ)، مجمع الزوائد ١/٣٠٠• ابن حجر العسقلاني (٨٥٢هـ)، التلخيص الحبير ٢/٧١٩• الهيتمي المكي (٩٧٤هـ)، الزواجر ١/١٣١• محمد بن محمد الغزي (١٠٦١هـ)، إتقان ما يحسن ٢/٤٧٥• محمد جار الله الصعدي (١١٨١هـ)، النوافح العطرة ٣٧١• ابن الملقن (٧٥٠هـ)، خلاصة البدر المنير ١/٢٨٤• العراقي (٨٠٦هـ)، تخريج الإحياء ١/٢٠١• شرح عقائد المسمى به نبراس ص ۳۵۷)

[5] (أخرجه ابن ماجه (٧٤) مختصراً، والجورقاني في «الأباطيل والمناكير» (١/١٤٤)، وأورده ابن حبان في «المجروحين» (١/٢٨٨) باختلاف يسير، تفسير سمرقندی ج ۲ ص ۹۹، شرح العقائد المسمى بالنبراس ص ۲۰۲-۴۰۳ ۱۳۱۳ هجری قمری فی المطبع الهاشمی الواقع فی بلدة الميرتھ۔)

ترجمہ: یہ کہ کبیرہ گناہ وہ ہیں جو کفر کے علاوہ ہیں (یعنی کفران میں شامل نہیں کیونکہ کفرتو اکبر الکبائر ہے) اور مؤمن بندہ ان کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ (کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کے باوجود) مؤمن کی تصدیق قلبی تو قائم ودائم ہے جو کہ ایمان کی اساس ہے۔(اوراس عقیدہ میں) معتزلہ خلاف ہیں کیونکہ ان کاگمان ہے کہ کبیرہ گناہ کامرتکب نہ ہوتومؤمن رہتاہے اورنہ کافرہوتاہے۔اور (کفروایمان کے درمیان میں) یہی وہ تیسرادرجہ ہے جووہ دودرجوں کے درمیان ثابت کرتے ہیں۔[6]

لاهل القبلة فی الایمان مذاهب۔

الاول:

انه التصديق وهو مذهب الشيخ ابی الحسن الاشعری رحمه الله تعالیٰ و الامام ابی منصور الماتريدی رحمه الله تعالیٰ وفخر الدين الرازی رحمه الله تعالیٰ و القاضی البيضاوی رحمه الله تعالیٰ ومختار الشارح وجمهور المحققين و الاقرار عندهم شرط لاجراء الاحكام۔

الثانی:

انه التصديق و الاقرار وهو مذهب جمهور الفقهاء ومختار المصنف رحمه الله تعالیٰ و امامنا الاعظم ابی حنيفة رحمه الله تعالیٰ۔

الثالث:

انه التصديق و الاقرار والعمل من اداء المامورات ولو مندوبة وترک المحظورات بحيث يكون ترک العمل كفراحتی فعل الصغيرة وترک المندوب وينسب الی الخوارج۔

الرابع:

كذلک الاان ترک العمل يخرج عن الايمان و لايدخل فی الكفر وينسب الی القاضی عبدالجبار و ابی الهذيل المعتزليين و استبعد الشارح فی شرح المقاصد هذين المذهبين وقال الخروج عن الايمان بترک المندوب ممالاينبغی ان يكون مذهب العاقل۔

الخامس:

انه التصديق و الاقرار والعمل من فعل الواجبات وترک المحرمات بحيث يكون ترک الواجب وفعل الحرام مخرجا عن الايمان غير مدخل فی الكفر وهو مذهب ابی علی الجبائی و ابنه ابی هاشم۔

السادس:

انه التصديق و الاقرار بحيث لايكون ترک الطاعة مخرجا عن الايمان وهو مذهب اكثر السلف ومنهم مالک رحمه الله تعالیٰ و الشافعی رحمه الله تعالیٰ و احمد رحمه الله تعالیٰ۔

السابع:

انه المعرفة وهو مذهب جهم بن صفوان و المعرفة اقل درجة من التصديق او اعم منه لانها قد تجامع العناد و الانكار۔

الثامن:

انه الاقرار فقط وهذا مذهب الكرامية۔

التاسع:

انه الاقرار بشرط المعرفة بحيث يكون الشرط خارجا عن الايمان كالوضوء الخارج عن حقيقة الصلوة وهو مذهب الرقاشی۔

العاشر:

[6](شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۵۰ـ۳۱ ۱۳۱۳ هجری قمری فی المطبع الهاشمی الواقع فی بلدة الميرته۔)

انہ الاقرار بشرط التصدیق الحاصل بالاختیار و الکسب و ھو مذھب القطان من الاشاعرۃ ھذا ملخص ما نقل عنھم علی خلاف الناقلین فی بعضھا و اللہ سبحانہ اعلم۔[7]

ترجمہ: بے شک ایمان میں اہل قبلہ کے مذاہب یہ ہیں۔

اول: تصدیق کرنا یہ حضرت شیخ ابو الحسن اشعری اور حضرت امام ابو منصور ماتریدی اور حضرت فخر الدین رازی اور قاضی بیضاوی اور مختار شارح اور جمہور محققین رحمهم الله تعالیٰ اجمعین کا مذہب ہے اور ان کے نزدیک اقرار کرنا شرط ہے تا کہ احکام کو اجراء ہو سکے۔

دوم: تصدیق اور اقرار کرنا یہ مذہب جمہور فقہاء اور مصنف اور ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمهم الله تعالیٰ اجمعین نے اختیار کیا ہے۔

سوم: تصدیق اور اقرار اور عمل کرنا جن پر ہمیں حکم دیا گیا ہے اگر چہ مستحب ہو اور گناہوں کو ترک کرنا اس طرح کہ ترکِ عمل کفر (کے برابر) ہے چاہے گناہ صغیرہ کا مرتکب ہوا ہو یا چاہے مستحبات کو ترک کیا ہو اور یہ بات خوارج کی طرف منسوب ہے۔

چہارم: (تیسرے قول ہی کی طرح ہے) لیکن ساتھ یہ بات بھی ہے کہ عمل کو ترک کرنے سے ایمان خارج ہو جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ یہ بات قاضی عبد الجبار اور ابو ہذیل معتزلین کی طرف منسوب ہے اور شرح مقاصد میں شارح نے ان دو مذاہب سے دوری اختیار کی ہے اور کہا ہے کہ کسی مستحب عمل کے ترک ہونے سے ایمان خارج ہونا ایسی بات ہے جس کو ایک مذہب تسلیم کر لینا کسی بھی عقلمند شخص کو مناسب نہیں ہے۔

پنجم: تصدیق اور اقرار اور واجب اعمال پر عمل کرنا اور محرمات کو ترک کرنا (اور وہ بھی) یوں کہ ترک واجب اور حرام کام کا کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے لیکن کفر میں داخل نہیں کرتا اور یہ ابو علی جبائی اور اس کے بیٹے ابو ہاشم کا مذہب ہے۔

ششم: تصدیق اور اقرار اور عمل، اس طرح کہ اطاعت، فرمانبر داری کا ترک، ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ یہ اکثر اسلاف جن میں حضرت امام مالک اور شافعی اور حضرت امام احمد رحمهم الله تعالیٰ اجمعین شامل ہیں ان کا مذہب ہے۔

ہفتم: معرفت حاصل کرنا یہ جہم بن صفوان کا مذہب ہے اور معرفت کا درجہ تصدیق سے کم ہے یا یہ کہ (معرفت) تصدیق سے زیادہ عام ہے کیونکہ معرفت، عناد و انکار کی جامع ہے۔

ہشتم: اقرار کرنا فقط یہ کرامیہ کا مذہب ہے۔

نہم: معرفت کی شرط پر اقرار کرنا اور وہ ایسے کہ معرفت کی شرط ہونا ایمان کا جزو نہیں ہے جیسے وضو، جو نماز کی شرط تو ہے لیکن نماز کا حصہ نہیں۔ یہ قول رقاشی کا مذہب ہے۔

دہم: تصدیق کی شرط کے ساتھ اقرار کرنا۔ ایسی تصدیق جو اپنے اختیار اور کسب سے حاصل ہو اور یہ قول اشاعرہ میں سے ایک گروہ قطان کا ہے اور یہ تمام بحث وہ خلاصہ و نچوڑ ہے جو عقلاء کے (اقوال کے) خلاف نقل ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم۔

خوارج اور روافض کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ جو شخص گناہ کبیرہ کرے وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

و لا تدخلہ ای العبد المؤمن فی الکفر خلافا للخوارج ھم فرقہ من اھل القبلۃ خرجوا علی امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ذلک لان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و معاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکما بینھما ابا موسی الاشعری و عمرو بن العاص لیسکن الحرب فقالت طائفۃ من اھل حروراء قریۃ عند الکوفۃ ان الفریقین کافران لانھما رضیا بحکم غیر اللہ سبحانہ و قال اللہ

[7] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔

تعالیٰ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ(یوسف ۴۰،یوسف ۶۷ و الانعام۵۷)فقال علی رضی اللہ تعالی عنہ کلمۃ حق ارید بھا باطل فارسل عبداللہ بن عباس الیھم لیکشف شبھتھم فابوا الا الخروج علیہ فی ربّھم حتیٰ قتل اکثرھم وکانوا اثنی عشر الفا وبقی قوم منھم علی مذھبھم وھم فرق کثیرۃ مجمعون علی تکفیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعائشۃ وطلحۃ وزبیر ومعاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم قد اخبر النبی ﷺ بانھم اھل الطاعات الکثیرۃ ولکن طاعاتھم لاتنفعھم وانھم من اھل النار وان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقاتلھم ویقتلھم۔[8]

ترجمہ: داخل نہیں ہوتا یعنی مؤمن بندہ کفر میں (داخل نہیں ہوتا) خوارج کو اس بات سے اختلاف ہے (اور خوارج) اہل قبلہ سے ایک فرقہ ہے (جو) امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف (لڑنے کیلئے) نکلے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو حاکم مقرر فرمایا تاکہ جنگ بند ہوجائے پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے حروراء کے ایک گروہ سے جو کوفہ کے نزدیک ایک گاؤں ہے، کہا کہ یہ دونوں گروہ کفار سے ہیں کیونکہ یہ دونوں اللہ سبحانہٗ کے علاوہ کسی غیر کے حکم پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔" پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ حق فرمایا اس کا ارادہ باطل کرنے پر۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان (لوگوں) کے پاس بھیجا تاکہ ان کا شبہ ظاہر ہوجائے لیکن انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جمع ہوکر لڑنے کے علاوہ کسی بات (کو ماننے) سے انکار کردیا حتیٰ کہ ان میں سے اکثر کو قتل کردیا اور یہ (قتل شدہ لوگ) بارہ ہزار تھے اور ان میں سے باقی قوم کو اپنے مذہب پر کردیا اور اس فرقے کے لوگ بہت زیادہ ہیں اور یہ لوگ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تکفیر کرنے پر جمع ہوئے۔ بے شک حضور نبی کریم ﷺ نے خبردار فرمایا ہے کہ "تحقیق یہ لوگ بہت طاعات گزار ہوں گے مگر ان کی طاعات گزاری سے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور یہ لوگ اہل دوزخ سے ہوں گے۔" بتحقیق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کو قتل کیا۔

جبریہ فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ

قالوا لایضر مع الایمان معصیۃ کما لاینفع مع الکفر طاعۃ وذھب بعضھم الی انہ یسقط عنہ العبادات الظاھرۃ ویکون عبادتہ التفکر وھذا کفر وضلال۔[9]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ کچھ نقصان نہیں پہنچاتا جس طرح کہ کفر کے ساتھ اطاعت کچھ نفع نہیں دیتی اور ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ انسان سے ظاہری عبادات ساقط ہوچکی ہیں اور انسان کی (اچھے کاموں کی) سوچ و تفکر ہی عبادت ہے (حالانکہ) یہ بات (یعنی ایسا عقیدہ رکھنا) کفر و گمراہی ہے۔

جبکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ایسا شخص ایمان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ مؤمن ہی رہتا ہے البتہ اسے اس کے گناہ کے مطابق سزا ملے گی اور معتزلہ کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ فاسق، مسلم نہیں رہتا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ گناہ کا عذاب مکث

---

[8] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۵۰۔
[9] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۶۳۔

طویل(لمبے عرصے)تک حتمی ہے مگر آخر کاراللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں داخل ہو جائے گا اس بارے میں سلف صالحین کے اقوال، اجماع اور کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ وارد ہیں۔

ایک فرقہ مرجیہ یاالتارکیہ ہے

قال لیس للہ عزوجل علی خلقه فریضه سوی الایمان به فمن أمن به فلیفعل ماشاء۔[10]

ترجمہ: یہ فرقہ کہتاہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ایمان لانے کے سواکوئی کام فرض نہیں کیا۔اس لئے جوایمان لے آئے اس کے جوجی میں آئے کرے(اُس سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی)۔العیاذباللہ۔

اور جہمیہ میں ایک فرقہ صالحیہ ہے یہ لوگ اپنے آپ کو حسین صالحہ کا پیروکار کہتے ہیں اوراس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانناہی ایمان ہے اوراللہ تعالیٰ کانہ پہچاننا کفرہے اورایمان ہی عبادت ہے ایمان کے سوااور کوئی عبادت نہیں ہے۔[11]

ایک گروہ کرامیہ کاہے جن کاعقیدہ ہے کہ ایمان صرف اقرار یعنی کلمہ پڑھنے کو کہتے ہیں۔

اعلم ان مذهب الکرامیة ان الایمان هو الاقرار فقط۔[12]

ترجمہ: جان لو!کہ کرامیہ فرقے کا مذہب(یعنی عقیدہ)یہ ہے کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کرلینے کوکہتے ہیں۔

ایک فرقہ خوارج کاہے جن کاعقیدہ یہ ہے کہ

فسی الایمان عندی تصدیق القلب والاقرار باللسان والعمل بالجوارح فماهیته علی هذا مرکبته من ثلثة فمن اقل بشی منها فهو کافر ولذاقالوا امرتکب الذنب مطلقا کافر۔[13]

ترجمہ: اوران کے نزدیک ایمان نام ہے دل سے تصدیق کرنے،زبان سے اقرار کرنے اوراعضاءِجسدی کے ساتھ عمل کرنے کا۔تواس اعتبارسے ایمان تین چیزوں سے مرکب ہوا(یعنی تصدیق،اقراراور عمل)پس اگران تینوں میں سے کسی نے ایک چیز بھی کم کردی تووہ کافرہو جائے گا۔اسی لئے یہ گروہ کہتاہے کہ جو شخص گناہ کامرتکب ہووہ کافرہو جائے گا۔

وکذلک الاان ترک العمل سیخرج عن الایمان ولایدخل فی الکفروینسب الی القاضی عبدالجبارو ابی الهذیل المعتزلیین۔[14]

ترجمہ:(ایمان کے بارے میں دس مذاہب جن میں سے چوتھامذہب،تیسرے مذہب جیساہی ہے)سوائے اس کے کہ (چوتھے مذہب کے نزدیک)اگرعمل کوترک کیاتووہ شخص ایمان سے خارج ہو جائے گالیکن کفرمیں داخل نہیں ہوگااوروہ اس بات کو قاضی عبدالجباراورابوہذیل معتزلین کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ایک فرقہ رقاشی ہے جن کاعقیدہ یہ ہے کہ

انه الاقرار بشرط المعرفة بحیث یکون الشرط خارجا عن الایمان کالوضوء الخارج عن حقیقة الصلوة۔[15]

---

[10] غنیة الطالبین ص ۱۷۳۔

[11] غنیة الطالبین ص ۱۷۳۔

[12] العقائدالمسمیٰ بالنبراس ص ۳۸۷۔

[13] العقائدالمسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔

[14] العقائدالمسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔

[15] العقائدالمسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔

ترجمہ: بتحقیق اقرار کرنا، معرفت (پہچان) کی شرط کے ساتھ معتبر ہے (یعنی بغیر معرفت کے اقرار کا کچھ فائدہ نہیں) لیکن یہ معرفت کی شرط ایمان کا جزو نہیں جیسے وضوء (کی شرط) نماز کا حصہ نہیں۔

فصل ۲:

العمل غیر الایمان و الایمان غیر العمل بدلیل ان کثیرا من الاوقات یرتفع العمل عن المؤمن ولایجوز ان یقال ارتفع عنه الایمان فان الحائض ترتفع عنها الصلوة ولایجوز ان یقال ارتفع عنها الایمان او امر لها بترک الایمان وقدقال لها الشارع (علیه الصلوة والسلام) دعی الصوم ثم اقضیه ولایجوز ان یقال دعی الایمان ثم اقضیه ویجوز ان یقال لیس علی الفقیر الزکوة ولایجوز ان یقال لیس علی الفقیر الایمان ولو قال تقدیر الخیر والشر من غیر اللّٰہ تعالیٰ کان کافرا باللّٰہ وبطل توحیده لو کان له التوحید۔

ترجمہ: عمل ایمان کے بغیر ہے (یعنی عمل ایمان کا حصہ نہیں ہے) اور ایمان، عمل کے بغیر بھی معتبر ہے (ایمان لانا، عمل نہ کرنے کے باوجود بھی فائدہ مند ہے) اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اکثر اوقات مؤمن سے عمل رہ جاتے ہیں لیکن (عمل کے چھوٹ جانے سے) یوں کہنا جائز نہیں کہ اس مؤمن سے ایمان چھوٹ گیا ہے کیونکہ حائضہ عورت سے نماز (کا عمل) ساقط ہو جاتا ہے لیکن یہ کہنا (کسی صورت بھی) جائز نہیں کہ اس عورت سے ایمان ساقط ہوگیا ہے یا (نماز کے چھوٹ جانے کی وجہ سے) اس کے ایمان کے چھوٹ جانے کا حکم لگا دیا جائے (اس لئے کہ نماز کا عمل اور چیز ہے جبکہ ایمان دیگر چیز ہے) اور بے شک شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے اس (حائضہ) کو فرمایا کہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں قضا کر لے (لیکن یہ کہنا کسی بھی صورت میں) جائز نہیں کہ تو ایمان چھوڑ دے اور بعد میں ایمان کی قضا لے آ۔ اور (ایمان و عمل کے الگ الگ ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ) یوں کہنا تو جائز ہے کہ فقیر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے (کیونکہ زکوٰۃ ایک عمل یا فعل ہے) لیکن یہ کہنا جائز نہیں کہ فقیر پر ایمان لانا فرض نہیں (کیونکہ ایمان، عمل کے علاوہ شئے ہے جو کہ عمل نہ کرنے کے باوجود بھی فرض ہے) اور اگر کوئی توحید والا شخص (یعنی مسلمان) یوں کہہ دے کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی توحید باطل ہو جائے گی۔

تشریح:

ایمان: جو شخص اللہ تعالی کی وحدانیت اور حضور کریم ﷺ کی رسالت کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرے اہل سنت والجماعت کے مذہب کے مطابق وہ مسلمان ہے۔ لیکن اگر ایک گناہ بھی قصداً کیا جیسے نماز اور روزہ قصداً چھوڑ دیا تو اس کی سزا اسے ضرور ملے گی۔ بعض مذاہب اس بات کو تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ عمل کے بغیر کوئی بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا۔

والمعتزلة والخوارج الجاعلین العمل رکنا ثالثا۔[16]

ترجمہ: معتزلہ اور خوارج عمل کو (ایمان) رکن ثالث کہتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کی طرف سے (عمل کے بغیر بھی ایمان کے معتبر ہونے کی) دلیل یہ ہے کہ وہ شخص جو کلمہ پڑھ کر ایمان لاتا ہے اور کوئی نیک عمل کرنے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو ایسا شخص مومن کہلاتا ہے اور جنت کا حق دار ہو جاتا ہے اگر عمل ایمان کا

---

[16] العقائدالمسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۱۔

جزو مانا جائے تو پھر شخص مذکور کو بے ایمان ماننا پڑے گا کیونکہ وہ عمل کے بغیر ہی مر گیا اور یہ بات محال ہے کہ ایک شخص کلمہ پڑھ کر مر جائے تو پھر بھی اسے مومن نہ کہا جائے۔

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا سلم بن عصام، عن عمه، ثنا الحكم، عن زفر، عن أبي حنيفة، عن عبد الله بن أبي حبيبة، سمعت أبا الدرداء، حدثنا ابن المقرئ، ثنا بشر الرواسي، ثنا مصعب بن عبد الله الواسطي، ثنا يزيد بن هارون، ثنا أبو حنيفة، ثنا عبد الله بن أبي حبيبة، قال قال أبو الدرداء: كنت رديف رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: «يا أبا الدرداء من شهد أن لا إله إلا الله مخلصا، وجبت له الجنة»، قلت: وإن زنى، وإن سرق فقال: «وإن رغم أنف أبي الدرداء» وزاد الحماني، ويزيد بن هارون، في حديثيهما، وكان أبو الدرداء يقوم كل جمعة عند منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولها ويضع أصبعه على أنفه۔[17]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سواری پر سوار تھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شخص یہ اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی (حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے۔ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تھوڑی دیر چپ رہے اور کچھ راستہ طے کیا پھر فرمایا جو کوئی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اس کیلئے جنت واجب ہوگئی میں نے پھر کہا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے آپ ﷺ نے پھر سکوت فرمایا اور قدرے راستہ چلے پھر ارشاد فرمایا جو اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ میں پھر بولا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے (اس بار) آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے اور اگرچہ ابو الدرداء کی ناک گرد آلود ہو۔ ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کے شاگرد عبد اللہ کہتے ہیں کہ مجھ کو اس کا منظر ایسا یاد ہے گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی شہادت کی انگلی سے اپنی ناک کے بانسہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

دوسری اہم دلیل: مومنین کے ان بچوں کی ہے جو بچپن میں ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے مشہور عقیدے کے مطابق ایسے بچے مومن کہلاتے ہیں حالانکہ انہوں نے کوئی عمل نہیں کیا ہوتا۔ اگر عمل کو ایمان کا جزو مان لیا جائے تو ان بچوں کو کافر کہنا پڑے گا جو کہ عمل کیے بغیر دنیا سے رخصت ہوگئے جبکہ یہ بات محال ہے اور احادیث مبارکہ کی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔

بعض مذاہب (مثلاً روافض) کہتے ہیں کہ بعض اشخاص سے بھی نقصان اور فائدہ ہوتا ہے جس طرح جادو کرنے سے ہوتا ہے۔

شرح العقائد النسفی میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کاہن و جادوگر کہے کہ اس شیطانی طاقت کی وجہ سے فائدہ یا نقصان ہوتا ہے تو اس طرح کی بات کرنا باطل ہے کیونکہ یہ شخص خیر و شر کو صرف شیطانی عمل جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا (٢٩) فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا (٣٠) إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا (النبا ٣١)

”اور ہم نے ہر چیز لکھ کر شمار کر رکھی ہے۔ اب چکھو کہ ہم تمہیں نہ بڑھائیں گے مگر عذاب، بے شک ڈر والوں کو کامیابی کی جگہ ہے۔“

جبکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک خیر و شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور دعا، صدقہ اور نیک عمل وغیرہ فائدہ دیتا ہے۔

---

[17] مسند امام اعظم ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج ۱ ص ۳۸۳ و ص ۱۴ باب عدم الخلود المومنین فی النار۔

شرح العقائد النسفی میں یہ بات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

فقال: "مامن عبد قال لا إله إلا الله ثم مات علی ذلک إلا دخل الجنة۔[18]

"فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو کہے کہ **لا إله إلا الله** اور پھر مر جائے تو (وہ جہنم میں چلا جائے بلکہ) وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

قدریہ وہ گروہ ہے جس کے لوگ کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال چاہے خیر ہوں یا شر اللہ تعالیٰ ان کا خالق نہیں ہے بلکہ اس کا خالق خود بندہ ہے۔ معتزلہ اور امامیہ اس عقیدے میں شریک ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خیر کا راستہ لوگوں کو دکھایا ہے اور ان کو امر کیا ہے کہ وہ اس راستے کو اختیار کریں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شر کے کام بھی لوگوں کو بتا دیئے ہیں اور لوگوں کو ان کاموں سے منع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اعمال کی تفویض بندوں کو دی ہے اگر یہ خیر کے کام کرتے ہیں تو بھی خالق خود ہی ہیں اور اگر شر کے کام کرتے ہیں تو بھی خالق خود ہی ہیں جبکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام افعال چاہے کفر ہو یا اسلام ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

واللّٰہ تعالیٰ خالق افعال العباد کلھا من الکفر والایمان والطاعة والعصیان لا کما زعمت المعتزلة ان العبد خالق لافعاله۔[19]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندوں کے سارے افعال چاہے کفر ہوں یا ایمان، طاعت ہو یا نافرمانی سب کا خالق ہے اس طرح نہیں جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ **أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (النحل ۱۷)**

"تو کیا جو بنائے وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے۔"

مجوسی لوگ جہان کے دو خدا مانتے ہیں ایک خیر کے کاموں کا خالق دوسرا شر کے کاموں کا خالق اور قدریہ خلق اشیاء میں سب بندگانِ خدا کو اللہ تعالیٰ کا شریک جانتے ہیں۔

معتزلہ اور مجوسی متعدد خداؤں کا ثابت کرتے ہیں۔

ان مشائخ ماورأقد بالغوافی تضلیلھم فی ھذه المسئلة حتی قالوا ان المجوس اسعدای احسن حالامنھم حیث لم یثبتوا الاشریکا واحدا وھو اھرمن والمعتزلة اثبتوا اشرکاء لاتحصی۔[20]

ترجمہ: تحقیق ماوراء النہر کے مشائخ نے (معتزلہ) کی گمراہی میں بہت مبالغہ (یعنی تاکید) فرمائی ہے حتیٰ کہ مجوسیوں کے بارے میں فرمایا کہ معتزلہ سے ان مجوسیوں کا حال بہت اچھا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف ایک ہی شریک کیا ہے جو کہ "اہرمن" ہے جبکہ معتزلہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے شمار شرکاء ثابت کرتے ہیں (یعنی انسانوں کو، کیونکہ معتزلہ انسان کو اپنے افعال کا خالق مان کر اسے اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت میں شریک ٹھہرا دیتے ہیں۔)

نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يجيء قوم يقولون: لا قدر، ثم يخرجون منه إلى الزندقة، فإذا لقيتموهم فلا تسلموا عليهم، وإن مرضوا فلا تعودوهم، وإن ماتوا فلا تشهدوا جنائزهم فإنهم شيعة الدجال، ومجوس هذه الأمة، حقاً على الله أن يلحقهم به)).[21]

---

[18] مشکوۃ کتاب الایمان فصل الاول متفق علیہ۔

[19] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۶۱۔

[20] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۶۵۔

[21] مسند امام اعظم للحارثی ص ۲۳ باب ذم القدریة۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک قوم ایسی آئے گی جو کہے گی کہ تقدیر کوئی چیز نہیں پھر وہ زندیق ہو جائیں گے جب ان سے تمہارا سامنا ہو تو ان کو سلام نہ کرو۔ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شرکت نہ کرو۔ کیونکہ وہ دجال کے ساتھی ہیں اور اس امت کے مجوسی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ان کے ساتھ دوزخ میں ملادے گا۔

عن سالم، عن ابن عمر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن القدرية وقال: ((ما من نبي بعثه الله تعالى قبلي إلا حذر أمته منهم ولعنهم)).[22]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قدریوں پر لعنت فرمائی اور نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسے مبعوث نہیں ہوئے جنہوں نے اپنی امت کو ان (قدریوں) سے نہ ڈرایا ہو اور ان پر لعنت نہ بھیجی ہو۔

ایک گروہ خوارج کا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

انه التصديق والاقرار والعمل من اداء المامورات ولو مندوبة وترك المخطورات بحيث يكون ترك العمل كفرا حتى فعل الصغيرة وترك المندوب۔[23]

ترجمہ: کہ (دل سے) تصدیق اور (زبان سے) اقرار کرنا اور مامورات پر عمل کرنا اگرچہ مستحب عمل ہی ہو (ایمان) ہے اور گناہوں کا ترک کرنا (بھی ایمان میں داخل کرتا ہے) تو اس حساب سے عمل کا ترک کرنا کفر ہے چاہے وہ ایک چھوٹا ہی عمل ہو یا چاہے مستحب ہی کیوں نہ ہو۔ (یعنی یہ گروہ عمل کو ایمان کا جزو تسلیم کرتا ہے اور عمل نہ کرنے والے کو کافر کہتا ہے جبکہ ان کے رد میں ہمارے قوی دلائل گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں۔)

ایک فرقہ جبائی ابن ابی ہاشم ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ

انه التصديق والاقرار والعمل من فعل الواجبات وترك المحرمات بحيث يكون ترك الواجب وفعل الحرام مخرجا عن الايمان غير مدخل في الكفر۔[24]

ترجمہ: بے شک تصدیق اور اقرار اور عمل کرنا واجب اعمال میں سے ہے اور حرام کاموں کا اس طرح ترک کرنا کہ واجب بھی ترک ہو اور حرام کام بھی (سرزد) ہو جائے تو اس طرح انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ (لیکن) کفر میں داخل نہیں ہوتا۔

اور ایک فرقہ معتزلہ کا ہے جو کہتے ہیں کہ

فالقائل يكون العبد خالقا لافعاله يكون من المشركين لان قوله زيد خالق لفعله كقوله زيد مستحق للعبادة دون المؤحدين مع ان المذهب عدم تكفير المعزلة لانهم من اهل القبلة۔[25]

ترجمہ: پس یہ کہنے والا کہ "بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے" مشرک ہو جاتا ہے اس لئے یہ قول کہ "زید اپنے فعل کا خالق ہے" ایسے ہے جیسے (یہ قول ہو کہ) زید مستحقِ عبادت ہے۔ یہ قول موحدین کا نہیں ہو سکتا لیکن معتزلہ کی تکفیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ وہ تو اہل قبلہ ہیں۔

لان المعتزلة تمسكوا بنصوص الوعيد على انه يجب عقاب العاصى على الله تعالىٰ ومذهب اهل سنت والجماعت انه لا يجب على الله تعالىٰ شئى۔[26]

---

[22] مسند امام اعظم للحارثی ص ۲۳ باب ذم القدریة۔
[23] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔
[24] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔
[25] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۶۴۔
[26] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۸۴۔

ترجمہ: کیونکہ معتزلہ نصوصِ وعید کے ساتھ دلیل دیتے ہیں کہ گناہ گار کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

معتزلہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ

ان مرتکب الکبیرۃ لیس بمؤمن و لا کافر وھذہ ھو المنزلۃ بین المنزلتین۔[27]

ترجمہ: بے شک گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو تو مؤمن (رہتا) ہے اور نہ کافر (ہوتا) ہے اور یہ درجہ (ایمان و کفر کے) دو درجوں کے درمیان ایک تیسرا درجہ ثابت کرنا ہے۔

ایک فرقہ خوارج ہے جو کہ (۲۰) فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے ان کا عقیدہ ہے کہ

فانھم ذھبوا الی ان مرتکب الکبیرۃ بل الصغیرۃ ایضاً کافر و لا واسطۃ بین الایمان والکفر لنا۔[28]

ترجمہ: یہ خوارج عقیدے کے لحاظ سے اس طرف گئے ہیں کہ (نہ صرف) گناہِ کبیرہ کرنے والا بلکہ گناہِ صغیرہ کا مرتکب بھی کافر ہے اور ہمارے لئے ایمان و کفر میں کوئی واسطہ نہیں ہے۔

فصل نمبر ۳

نقر بان الاعمال ثلثۃ فریضۃ و فضیلۃ و معصیۃ۔ فالفریضۃ: بامر اللہ تعالیٰ و مشیتہ و محبتہ و رضائہ و قضائہ و تقدیرہ و ارادتہ و توفیقہ و تخلیقہ و حکمہ و علمہ و کتابتہ فی اللوح المحفوظ۔ و اما الفضیلۃ: فلیست بامر اللہ تعالیٰ و لکن بمشیتہ و بمحبتہ و برضائہ و بقضائہ و بتقدیرہ و بتوفیقہ و تخلیقہ و ارادتہ و حکمہ و علمہ و کتابتہ فی اللوح المحفوظ۔ و اما المعصیۃ: لیست بامر اللہ تعالیٰ و لکن بمشیتہ لا بمحبتہ و بقضائہ لا برضائہ و بتقدیرہ و تخلیقہ لا بتوفیقہ الخ و بخذلانہ لا بمعونتہ و کتابتہ فی اللوح المحفوظ۔

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ (بندوں) کے اعمال تین قسم کے ہیں۔ (پہلی قسم) فرض ہے (واجبات بھی فرض ہی کے زمرے میں ہیں) اور (دوسری قسم) فضیلت ہے (جو کہ سنت، مستحب اور نوافل سے کو شامل ہے) اور (تیسری قسم) گناہ ہے (جو کہ گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ سب کو شامل ہے۔)

پس فرض وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت اور اس کی محبت اور اس کی رضا اور اس کی قضا اور اس کی تقدیر اور اس کے ارادے اور اس کی توفیق اور اس کی تخلیق (پیدا کرنا) اور اس کے حکم اور اس کے علم میں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرض عمل کرنے پر حکم فرمایا ہے اور اس پر علم رکھتا ہے) اور یہ (فرض) لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

اور فضیلت والے (جیسے سنت و مستحبات اور نوافل) اللہ تعالیٰ کے امر سے نہیں ہیں (کیونکہ امر تو وجوب کیلئے ہوتا ہے جبکہ یہ افعال تو واجب نہیں ہیں) مگر اس کی مشیت اور اس کی محبت اور اس کی قضا اور اس کی رضا اور اس کی تقدیر اور اس کی توفیق اور اس کی تخلیق (پیدا کرنا) اور اس کے ارادے اور حکم اور اس کے علم میں ہے اور لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

مگر (گناہ اللہ تعالیٰ کے ارادے میں ہے نہ کہ اس کی محبت سے (اللہ تعالیٰ گناہ کرنے کو محبوب نہیں رکھتا)۔ اور گناہ اس کی قضاء و تقدیر سے ہے نہ کہ اس کی رضا سے۔ اور پیدا کرنا اور تقدیر (اللہ تعالیٰ کی) طرف سے ہے نہ کہ اس کی توفیق سے۔ اور اس (اللہ تعالیٰ کے خذلان (عدم التوفیق) سے ہے نہ کہ اس کی مدد سے اور (یہ معصیت بھی) لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

---

[27] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۵۰۔

[28] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۵۰۔

تشریح:

لوح محفوظ اور قلم اور وہ سب اشیاء جو لوح محفوظ میں تحریر ہیں وہ حق اور سچ ہیں اور ان سب پر ہمارا ایمان ہے اور گناہ کرنا اللہ تعالیٰ کے امر سے نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

قُلْ إِنَّ اللهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (الاعراف ۲۸)

تو فرماؤ بے شک اللّٰہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔

اعمال کے بارے میں مندرجہ بالا متن میں عقیدہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے جبکہ قدریہ فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ عمل چاہے نیک ہو یا بد بندہ اپنے اعمال کا خود فاعل ہے کیونکہ بندہ اپنے ارادے سے ہی نیک یا برا عمل کرتا ہے جبکہ روافض اور معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اچھا عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جبکہ برا عمل انسان کے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔ ایک فرقہ ایسا ہے جو کہتا ہے کہ کوئی بھی عمل پہلے سے لوح محفوظ میں درج نہیں ہوتا بلکہ عمل کے واقع ہو جانے کے بعد لوح محفوظ میں درج کیا جاتا ہے۔

اور ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ نیک اور برا عمل پہلے سے ہی لوح محفوظ پر لکھا گیا ہے اور ہم سے اللہ تعالیٰ صادر فرماتا ہے (**نعوذ باللہ من ذلک**) اور یہ کہ یہ جبر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے ہمارے لئے برائی لکھ دی ہے۔ (لہذا ہم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔)

جبریہ کا عقیدہ ہے کہ مخلوق کو نیکی کا ثواب ملے گا اور لیکن برائی پر عتاب نہیں کیا جائے گا۔ کفار اور گناہ گار معذور ہیں ان سے سوال نہیں ہو گا اس لئے کہ تمام افعال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور بندہ اس میں مجبور ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص ابن مسعود اور عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ جیسے کفر کے ساتھ طاعت نفع نہیں دیتی ایمان کے ساتھ معصیت بھی نقصان نہیں دیتی، ان سب نے فرمایا۔ اور اس مسئلہ کا نام مسئلہ عبادلہ ہے۔

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ مرجیہ پر ستر پیغمبروں نے لعنت کی۔

مرجیہ کے دو گروہ ہیں۔ (۱) مرجیہ مرحومہ (۲) ملعونہ۔

مرجیہ مرحومہ وہ اصحاب رسول ﷺ ہیں اور مرجیہ ملعونہ جن پر لعنت کی گئی یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ معصیت نقصان نہیں دیتی اور عاصی پر عذاب نہیں ہو گا۔

عثمان ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ آپ مرجیہ ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ مرجیہ دو قسم کے ہیں۔ ملعونہ، ہم اس سے بیزار ہیں اور ایک مرجیہ مرحومہ وہ اصحاب رسول ﷺ ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں یہ بھی لکھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی ایسا ہی کہا۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائدة ۱۱۸)

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

پھر مرجیہ اور جبریہ کے کلام سے جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ نیکی اور برائی حقیقت میں بندے کے افعال نہیں ہیں اور جو بندہ کرتا ہے فاعل اللہ تعالیٰ ہے، لہٰذا یہ کفر ہے اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو موصوف بہ قبائح کیا ہے، زنا وغیرہ سے کہ جیسے وہ خالق ہے ایسے ہی وہ فاعل بھی ہے، انہوں نے کہا کہ اگر ان کو قبائح اور زنا وغیرہ پر عذاب دے تو یہ ظلم ہو گا اور یہ عقیدۂ کفر ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ فعل بندے سے مجازاً ظاہر ہوتا ہے اور حقیقت میں ہمیں استطاعت نہیں، بندہ درخت کی مانند ہے، جب ہوا اس کو حرکت دیتی ہے تو وہ ہلتا ہے تو ایسے ہی بندہ درخت کی طرح مجبور ہے اور یہ کفر ہے، اس لئے کہ یہ تثلیث ہے اور کفر و معاصی اور برائیوں پر مجبور کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے جائز نہیں کہ وہ سزا دے اور جو یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا ہے اور تخلیق کر کے اب آرام کر رہا ہے اور قلم خشک ہو گیا ہے اور جو چیز اپنے وقت میں ظاہر ہو رہی ہے، بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ہو رہی ہے اور یہ کفر ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو شغل اور فراغت کے وصف سے موصوف کیا ہے اور انہوں نے امر و نہی کے زوال کا عقیدہ رکھا اور اسی طرح ربوبیت و فعل کے زوال کا اعتقاد کیا، یہ کفر ہے۔

بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو آگ میں جلائے گا اور انہیں مارے گا اور زندہ کرے گا، پھر ان کو جلا اور مرا ہوا باقی رکھے گا اور یہ عقیدۂ کفر ہے، اس لئے کہ انہوں نے نص کا انکار کیا۔ بعض نے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عذاب دے گا، مگر افعال پر نہیں، یہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہا کہ جو دل میں خیر و شر کا خطرہ گزرے تو اس کا اتباع جائز ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا، یہ بھی کفر ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے وحی اور امر کو دل کے ساتھ ثابت کیا اور الہام کو جائز رکھا اور یہ کفر ہے۔

بعض نے کہا کہ بندہ جب غایت محبت کو پہنچتا ہے اور اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور جام محبت نوش کرتا ہے تو اس سے شرعی تکلیف ساقط ہو جاتی ہے اور اس سے عبادت اٹھ جاتی ہے اور تفکر ہی اس کی عبادت ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ بعض نے کہا: تفکر ادائے فرض سے افضل ہے، یہ بھی کفر ہے۔

بعض کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کا مال مشترک ہے، تمام بنی آدم اس میں شریک ہیں، مال دنیا آدم و حوا کی وراثت ہے اور جو کوئی جس چیز کو لے لے وہ اسی کا حق ہے اور کسی کو منع کرنے کا حق اور جواز نہیں ہے، یہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہا کہ جس نے علم سیکھا تو وہ لوگوں کے مال میں شریک ہے اور کہتے ہیں کہ جو اس کو منع کرے کافر ہو جائے گا اور یہ عقیدہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہا: بندہ ایمان اور کفر کے بغیر اور کسی چیز کا مکلف نہیں ہے، یہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہا کہ عبادات کا امر تکرار کو واجب نہیں کرتا اور یہ کفر ہے۔

اور بعض نے کہا کہ مؤمن حقیقت میں مؤمن نہیں ہے اور نہ ہی کافر، حقیقت میں کافر ہے کیونکہ آخرت میں ان میں تغیر جائز ہے اور یہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہا: اپنے ایمان میں بھی شک ہے اورانہوں نے کہا کہ ایمان اور شہادت کیا یہ ایمان ہے، کیا کفر زائل ہو جائے گا؟ یہ بھی کفر ہے۔ ان کے کلام میں کچھ چیزیں وہ ہیں جو بدعت ہیں کفر نہیں ہیں مثلاً جیسے کہ ان کا کہنا کہ ثواب اور عتاب تقسیم کر دیا گیا ہے نہ زیادہ ہو نہ کم برابر ہے کوئی کرے یا نہ کرے اور بدعت سیئہ ہے اس لئے کہ افعال کیلئے تاثیر ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **کل میسر لماخلق له**۔ ہر ایک کیلئے آسان کر دیا گیا ہے جس کیلئے وہ پیدا ہوا ہے۔

بعض نے کہا کہ قضاء سبقت کر گئی ہے، نیک بخت کیلئے نیک بختی ہے اور بد بخت کیلئے بد بختی ہے۔

بعض (مرجیہ) کہتے ہیں: ایمان یہ ہے کہ حق وباطل میں سے تمام چیزوں کی پہچان ہو جائے اور اس کا وہ عالم ہو تو مؤمن ہے ورنہ نہیں اور یہ مسئلہ مسئلہ تقلید ہے۔

اور بعض نے کہا: ایمان عمل ہے، اقرار اور تصدیق کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہ بھی کفر ہے، اس لیے کہ انہوں نے نص کا انکار کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایمان میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ ایمان میں استثناء و تخصیص جائز ہے اور اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ قیاس حجت نہیں ، ایسے ہی رافضیوں نے قیاس کا انکار کیا کہ وہ حجت نہیں تو اگر ہر قیاس مراد ہے اور ہر قیاس کا انکار کیا تو یہ کفر ہے اس لئے کہ قیاس حجت ہے اور (اس حجت ہونا) نص سے ثابت ہے اور اگر بعض قیاس مراد ہے تو کفر نہیں، بدعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔[29]

انمایتو جه علی الجبریة القائلین بنفی الکسب و الاختیار ان الانسان عندهم کالجماد۔[30]

ترجمہ: بتحقیق جبریہ کی طرف متوجہ ہوں جو کہتے ہیں کہ (انسان) کسب اور اختیار کوئی حیثیت نہیں رکھتا (اور) یہ کہ ان (جبریہ) کے نزدیک انسان (محض) ایک بے جان چیز کی طرح ہے۔ (یعنی انسان کو کسی چیز کا اختیار نہیں دیا گیا۔)

ہمارے اور کرامیہ کے عقیدے میں یہ فرق ہے کہ

افعال العباد کلها بار ادته تعالی و مشیته قدسبق انهما عندنا عبارة عن معنا و احد خلافا الکرامیة زعموا ان المشیة قدیمة و الارادة حادثة۔[31]

ترجمہ: ہمارے (یعنی اہل سنت والجماعت کے) نزدیک بندوں کے سارے افعال اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے ہیں اور بتحقیق یہ (تفصیل) پہلے گزر چکی ہے اور یہ (ارادہ ومشیت) ایک ہی معنی میں ہیں۔ (لیکن) کرامیہ فرقہ کا یہ گمان (یعنی یہ عقیدہ) ہے کہ مشیت قدیمی (ازلی) ہے جبکہ ارادہٗ (خداوندی) حادث ہے۔

اور نجاریہ معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ

محمد بن الحسین النجار من انه مرید بذاته لا بصفته و لا یخفیٰ ان کون الذات عین الصفات مذهب المعتزلة و الفلاسفة۔[32]

ترجمہ: محمد بن حسین النجار (معتزلی کا عقیدہ ہے کہ) انسان، اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ کرتا ہے نہ کہ اس کی صفات کا اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ معتزلہ اور فلاسفہ کے مذہب کے مطابق ذاتِ خداوندی جل جلالہ، عین صفات ہے (یعنی ذات وصفات میں کوئی فرق نہیں) العیاذ باللہ

---

[29] تمهید ابو شکور سالمی رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۴۰۰۔

[30] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۶۵۔

[31] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۶۷۔

[32] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۴۶۔

اور فرقہ جبائیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ

وعبدالجبار من انہ مریدبارادۃ حادثۃ لا فی محل ای قائمۃ بنفسھا لانھا لو حدثت فی ذاتہ تعالیٰ لزم قیام الحوادث بہ تعالیٰ او فی محل غیر الذاتہ لزم اتصاف ھذہ الغیر بصفتہ اللہ تعالیٰ۔[33]

ترجمہ: اور عبد الجبار (کے مذہب کا عقیدہ یہ ہے کہ) انسان (اللہ تعالیٰ کے) حادث ارادے کی میلان رکھتا ہے نہ کہ محل کی طرف یعنی (ایسا محل جو کہ) اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات میں حدوث ہو سکے تو پھر یہ بات لازم آئے گی کہ اس کی ذات محلِ حوادث ہو اور اگر بغیر محلِ ذات کے ارادہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفات میں حدوث لازم ہو گا۔

ارادے کی دو اقسام:

۱۔ ارادۂ کونیہ۔ ۲۔ ارادۂ دینیہ۔

۱۔ ارادۂ کونیہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

فَمَنْ يُرِدِ اللهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ۔ (الانعام ۱۲۵)

اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے اللہ یونہی عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو۔

۲۔ ارادۂ دینیہ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

يُرِيدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ (البقرۃ ۱۸۵)

اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

فصل نمبر ۴

نقر بان اللہ تعالیٰ علی العرش استویٰ من غیر ان یکون لہ حاجۃ او استقرار علیہ وھو الحافظ للعرش وغیر العرش فلو کان محتاجا لماقدر علی ایجاد العالم وتدبیرہ کالمخلوق ولو صار محتاجا الی الجلوس والقرار فقبل خلق العرش این کان اللہ تعالیٰ فھو منزہ عن ذلک علوا کبیرا۔

ترجمہ: ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علی العرش استویٰ بغیر اس کے کہ (اللہ تعالیٰ) عرش کا محتاج ہو یا اس پر بیٹھا ہو (جس طرح کہ مجسمیہ کا گروہ کہتا ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ عرش اور غیر عرش (سب کائنات) کا حافظ ہے تو اگر (اللہ تعالیٰ) عرش کو پیدا کرنے اور عالم کی کارسازی پر قادر نہ ہوتا جس طرح دوسری مخلوق۔ (کہ وہ یہ کام نہیں کر سکتی۔ اس بات سے حاصل یہ ہے کہ یہ ایک بدیہی یعنی کھلی اور ظاہری بات ہے کہ ہر وہ چیز جو کسی غیر کو محتاج ہو تو وہ ممکنات میں سے ہو گی اور ہر ممکن چیز مخلوق ہے وہ خالق نہیں ہو سکتی تو اسلئے اللہ تعالیٰ کا عرش کیلئے محتاج ہونا باطل بات ہے۔)

---

[33] العقائدالمسمیٰ بالنبراس ص ۲۴۶۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کو عرش پر بیٹھنے اور آرام کرنے کا محتاج سمجھا جائے (تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ عرش پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا پس (ثابت ہوا کہ) (اللہ تعالیٰ) تو اس حالت سے منزہ و پاک اور بلند و بالا ہے۔

تشریح:

ہم الرحمن علی العرش استوی۔ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ لا مکان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نہ تو جسم ہے اور نہ ہی وہ کوئی مکان و جہت رکھتا ہے۔

لیکن مجسمیہ کا گروہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم، بدن، ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان اور چہرہ رکھتا ہے۔

اور جہمیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (اپنے وجود کے ساتھ) ہر جگہ موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحدید ۴) اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو۔" اور وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ۔ (الزخرف ۸۴) اور وہی آسمان والوں کا خدا اور زمین والوں کا خدا" اور إِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ (النحل ۱۲۸) بیشک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔"

اور جبکہ اہل سنت والجماعت (احناف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کا عقیدہ ہے کہ مندرجہ بالا آیات کریمہ متشابہات میں سے ہیں جن کی کیفیت اور درست مفہوم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ایک لا مکاں ذات ہے وہ نہ تو عرش کا محتاج ہے اور نہ ہی اس کیلئے کوئی سمت متعین ہے اس لئے اگر کوئی گمراہ اور باطل عقیدے والا، یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہے تو اس طرح وہ شخص اللہ تعالیٰ کیلئے ایک مکان ثابت کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے مخلوق کی طرح تنزل اور جسم کا قائل ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کے حامل گروہ (فرقہ جہمیہ) کے بارے میں فرمایا کہ ذلک من غلو و افراطھم۔ جبکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حنفی مذہب غلو اور افراط سے بری ہے۔

العرش ھو الجسم العظیم الذی شرفہ اللہ سبحانہ و جعلہ لنفسہ کالسریر للملک مع تنزھہ عن الجلوس و المکان کجعلہ الکعبۃ بیتا و زعم الحکماء انہ فلک الافلاک المتحرک من المشرق الی المغرب ۔ و اعلم ان تفصیل الاجسام العلویۃ مما لا یعلمہ الا اللہ سبحانہ ذکرہ القرطبی وعن أنس قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: (ليلة أسري بي رأيت تحت العرش سبعين مدينة كل مدينة مثل مدائنكم هذه سبعين مرة مملوءة من الملائكة يسبحون الله ويقدسونه ويقولون في تسبيحهم اللهم اغفر لمن شهد الجمعة اللهم اغفر لمن اغتسل يوم الجمعة)۔[34]

ترجمہ: عرش ایک ایسا جسم عظیم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شرف و بزرگی عنایت کی ہے اور اسے اپنے لیے وہ مرتبہ دیا ہے جیسے کسی بادشاہ کے تخت کا مرتبہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ (اللہ تعالیٰ) عرش پر بیٹھنے اور اسے اپنا مکان بنانے سے پاک اور بلند ہے جیسا کہ اس نے کعبہ معظمہ کو اپنا گھر فرمایا ہے (لیکن اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اس میں رہتا ہے بلکہ اس کو اپنا گھر کہنا ایک اضافت تشریفی ہے) اور حکماء (یونانی فلاسفہ) گمان کرتے ہیں کہ فلک الافلاک (یعنی آسمان) مشرق سے مغرب کی طرف متحرک ہیں اور جان لیں کہ بڑے بڑے اجسام (یعنی سورج و چاند اور آسمان و ستارے وغیرہ) کے حقائق کو اللہ تعالیٰ ہی (بہتر) جانتا ہے۔ اور تفسیر قرطبی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے عرش عظیم

---

34 العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۴۷۳، تفسیر القرطبی ج ۱۸ ص ۱۱۹ تحت سورۃ الجمعۃ الآیۃ ۱۱۔

کے نیچے ستر (۷۰) شہر دیکھے۔ ان میں سے ہر شہر تمہاری پوری دنیا جیسا تھا جو کہ ملائکہ سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ (فرشتے) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے اور اپنی حمد و ثنا میں کہتے تھے کہ "اے اللہ! اس شخص کو بخش دے جو جمعہ المبارک (کی نماز میں) حاضر ہو اور اس شخص کی مغفرت فرما جو جمعہ کے دن غسل کرے"۔

قولہ تعالیٰ ید اللّٰہ فوق ایدیھم فانھا ماولۃ بالقدرۃ و قولہ الرحمن علی العرش استویٰ فان الاستواء ماول بالعظمۃ التامۃ و القدرۃ القاھرۃ لما تمکن فی النفوس من ان العرش اعظم المخلوقات و ارفعھا۔[35]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ "اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے" تو اس کی یہ تاویل قدرت خداوندی پر ہے اور اس کا یہ قول کہ "رحمن عرش پر قائم ہے" تو استواء سے یہاں مراد کامل و مکمل عظمتِ خداوندی اور اس کی قدرتِ قاہرہ ہے جو نفوس پر اس طرح متمکن ہے کہ عرش عظیم تمام مخلوقات سے عظیم تر اور ارفع و اعلیٰ ہے۔

فصل نمبر ۵:

نقر بان القران کلام اللّٰہ تعالیٰ و وحیہ و تنزیلہ و صفتہ لا ھو و لا غیرہ بل ھو صفتہ علی التحقیق مکتوب فی المصاحف مقرؤ بالالسن محفوظ فی الصدور غیر حلول فیھا و الحروف و الحبر و الکاغذ و الکتاب کلھا مخلوقۃ لانھا افعال العباد و کلام اللّٰہ تعالیٰ غیر مخلوق لان الکتابۃ و الحروف و الکلمات و الآیات کلھا الۃ القرآن لحاجۃ العباد الیہ و کلام اللّٰہ تعالیٰ قائم بذاتہ و معناہ مفھوم بھذہ الاشیاء فمن قال بان کلام اللّٰہ تعالیٰ مخلوق فھو کافر باللّٰہ العظیم و اللّٰہ تعالیٰ معبود لا یزال عما کان و کلامہ مقرؤ و مکتوب محفوظ من غیر مزایلۃ عنہ۔

ترجمہ: ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی وحی اور اس کی نازل کی ہوئی (کتاب) ہے (اور اللہ تعالیٰ کا یہ کلام) صفات کی طرح نہ عین ذات ہے اور نہ ذات سے جدا بلکہ یہ (قرآن اللہ تعالیٰ) کی صفت ہے تحقیق کی بناء پر۔ (قرآن اور کلام اللہ سے مراد قرآن نفسی اور کلامِ لفظی ہے)۔ یہ (قرآن) مصاحف میں لکھا گیا ہے اور زبان سے اس کی قرأت کی جاتی ہے اور حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے لیکن ان میں حلول کرنے والا نہیں۔ اس کے حروف اور سیاہی اور کاغذ اور کتابت یہ سب مخلوق (حادث اور نئی اشیاء) ہیں کیونکہ یہ سب بندوں کے افعال ہیں اور کلام اللہ غیر مخلوق (حادث اور نئی چیز) نہیں ہے کیونکہ کتابت اور حروف اور کلمات اور آیات سب قرآن کو سمجھنے کیلئے ایک واسطہ ہیں کیونکہ بندے ان سب چیزوں کے حاجت مند ہیں اور کلام اللہ (کلامِ نفسی) تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور کلام اللہ کے معنی مذکورہ اشیاء سے سمجھے جاتے ہیں پس جو شخص اس طرح کہے کہ کلام اللہ مخلوق ہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے کافر ہے اور اللہ تعالیٰ معبود ہے اور ہمیشہ معبود رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا اور لکھا جاتا ہے اور زوال سے محفوظ ہے۔

تشریح:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور وحیٔ جلی کے ذریعے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔

۷۲ فرقوں میں سے ایک کہتا ہے کہ صفتِ کلام (یعنی قرآن کریم) عین ذات خدا ہے یعنی وہ صفاتِ خدا کو عین خدا کہتے ہیں جبکہ ان کا یہ عقیدہ باطل ہے۔

---

[35] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۱۷،

دوسرا گروہ (جسے جہمیہ مطلق کہتے ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے جدا اور الگ چیز مانتا ہے حالانکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے جدا اور الگ چیز مانتا ہے حالانکہ جو چیز قرآن اللہ تعالیٰ کی ذات سے جدا ہو وہ مخلوق اور حادث ہوتی ہے اور اور چونکہ قرآن کریم مخلوق نہیں ہے اس لئے جہمیہ کا مندرجہ بالا عقیدہ بھی باطل ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ القرآن کلام اللہ غیر مخلوق و من قال انہ مخلوق فھو کافر باللہ العظیم۔[36]

ترجمہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ مخلوق نہیں ہے اور جس نے کہا کہ وہ (قرآن کریم) مخلوق تو وہ (کہنے والا) اللہ تعالیٰ سے کافر ہو گا۔

اس لئے ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتیہ ہے اور یہ مخلوق وحادث نہیں ہے البتہ اس کا کاغذ، حروف، آیات، کلمات، سیاہی اور کتابت یہ سب مخلوق ہیں کیونکہ یہ سب بندوں کے افعال ہیں اور بندوں کے افعال حادث اور مخلوق ہوتے ہیں اور یہ سب چیزیں قرآن کریم کو سمجھنے کا واسطہ اور ذریعہ ہیں۔

اور ایک باطل گروہ وہ ہے جس کا یہ عقیدہ ہے کہ کلام اللہ چونکہ نازل ہو چکا ہے اس لئے اب یہ اللہ تعالیٰ سے جدا ہے۔

اور ہم (اہل والجماعت) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات نہ تو عینِ ذات ہیں اور نہ ہی ذات سے جدا ہیں۔

جہمیہ کا فرقہ عرش الٰہی، کرسی، میزان، حساب وکتاب اور قبر کے عذاب سے بھی منکر ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنت ودوزخ دونوں مخلوق نہیں کیونکہ اگر یہ مخلوق ہوتیں تو ان کو ضرور فنا ہوتی۔

جبکہ ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ جنت ودوزخ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو بھی فنا کرنے پر قادر ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (٢٦) وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمن ٢٧)

ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (القصص ٨٨)

ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا کرنے کیلئے جنت ودوزخ کو بھی ایک لحظہ کیلئے فنا کرے گا تاہم سزا و جزا کیلئے ان کو دوبارہ قائم کر دے گا اور یہ لوگ اعتراف بالقلب کے قائل ہیں اور زبان سے اقرار کے قائل نہیں اور یہ گروہ تمام صفات سے منکر ہے۔[37]

فصل نمبر ٦:

نقر بان افضل ھذہ الامۃ بعد نبینا محمد علیہ الصلوۃ و السلام ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین لقولہ تعالیٰ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ (١١) فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (١٢) ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (الوقعہ ١٣) کل من سبق فھو افضل و یحبھم کل مومن تقی و یبغضھم کل منافق شقی۔

ترجمہ: ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ اس امت (امت محمدی ﷺ) میں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد افضل ترین انسان ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں (اور ان چار خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس ترتیب کیلئے) اللہ تعالیٰ

---

[36] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ٢٢٢۔

[37] غنیۃ الطالبین ص ٦٨۔

کے کلام کی یہ آیت دلیل ہے۔" اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرّبِ بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں"(ان میں سے)جس نے(ایمان)کی طرف سبقت کی وہی افضل ہے ہر وہ مؤمن جو تقویٰ دار ہو وہ ان (مبارک ذوات کے ساتھ)محبت کرتا ہے اور ہر منافق بد بخت ان (مبارک ذوات کے ساتھ)بغض رکھتا ہے۔

تشریح:

روافض کے تمام گروہ حضرت ابو بکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلافت کے (پہلے)حق دار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اور روافض کا ایک گروہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔

و انما اختلفوا فی یزیدبن معاویة حتی ذکر فی الخلافة کتاب معتمدفی الفقه الحنفی وغیرہ کاحیاءالعلوم للامام الغزالی (رحمہ اللہ تعالیٰ)انه لایجوز اللعن علیه ولا علی الحجاج بن یوسف لان النبیﷺ نهی عن لعن المصلین۔[38]

ترجمہ: اوراختلاف کی یہ بات یزید بن معاویہ کے بارے میں ہے حتیٰ کہ فقہ حنفی کی معتمد کتاب خلاصۃ الکتاب وغیرہ اور جیسے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب احیاءالعلوم ہے میں لکھا ہے کہ ان (یزید بن معاویہ)پر اور حجاج بن یوسف پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نمازیوں پر لعنت کرنے سے منع فرمایا۔

علم عقائد کی وہ قدیم ترین کتاب جس کے مصنف حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حوالے دیئے ہیں اور بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا درس دیا کرتے تھے۔[39]

امام اہل سنت علامہ ابو شکور محمد بن عبدالسعید سالمی کشبی رحمہ اللہ تعالیٰ پانچویں صدی ہجری کے اخیر نصف کے عظیم عالم نے یزید کے بارے میں لکھا ہے۔

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ یزید پر لعنت جائز ہے یا نہیں؟

(۱) بعض نے کہا:لعنت جائز نہیں اس لئے کہ کئی سال تک مسلمانوں کا امام بنا رہا۔

(۲)بعض نے کہا کہ یزید پر لعنت جائز ہے،اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کو جائز رکھا اور اس پر راضی ہوا۔

(۳)اور بعض نے کہا کہ یزید نے لوگوں کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ حکم دیا تھا کہ ان سے بیعت لے لو یا ان کو اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ان خوشامدیوں اور بد بختوں نے اس کے حکم کے بغیر قتل کر دیا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ وہ قتل حسین پر راضی ہوا۔پس صحیح یہ ہے کہ اگر یزید نے قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم دیا اور ان کے قتل پر راضی ہوا اور اس نے اہل بیعت پر لعنت کو جائز رکھا تو یزید پر لعنت جائز ہے ورنہ پھر نہیں۔

اور ایسے ہی جس نے قتل کیا اور قتل کو حلال نہیں سمجھا اس پر بھی لعنت جائز نہیں اور قتل حلال سمجھا تو وہ کافر ہے،اس پر لعنت بھی جائز ہے۔**واللہ تعالیٰ جل شانہ اعلم بحقیقۃ الحال۔**

---

[38] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۱۵۵۔

[39] تمهید ابو شکور سالمی رحمہ اللہ تعالیٰ تصنیف امام اہل سنت علامہ ابو شکور محمد بن عبدالسعید سالمی کشبی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

علماء، یزید کی تکفیر اوراس کی لعن کے بارے میں تین گروہ ہیں:

امام احمد اسے کافر اور لعنت اس پر جائز کہتے ہیں؛ اس لئے کہ اس نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کہا: "میں نے ان کو اس کا بدلہ دیا جو انھوں نے قریش کے بزرگوں اور سرداروں کے ساتھ جنگ بدر میں کیا تھا" اور یہ بات **في الواقع** کفر ہے، سوااِس کے اورافعال واقوال اس رُوسیاہ سے منقول ہیں جو کفروار تداد پر صریح دال ہوں، شراب اور حرام کاری اس کے وقت میں علانیہ جاری ہوئی اور بے حرمتی حرمین شریفین اوروہاں کے باشندوں کی اس کے لشکر کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔ [40]

اور بعض علماء اس کی تکفیر ولعن سے انکار کرتے اور کہتے ہیں: اجازت ان حرکتوں اورامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی اس سے بدلیلِ قطعی ثابت نہیں اور یہ کلمہ کہ "میں نے ان سے جنگ بدر کا بدلہ لیا"، بر تقدیر ثبوت، اَحاد کے مرتبہ سے متجاوز نہیں ہو سکتا **و اليقين لا يزول إلاّ بيقين مثله** (اور یقینی بات کورد کرنے کیلئے اسی کی مثل یقینی بات درکار ہوتی ہے) **كماتقرر في موضعه**۔

غایت کار اس کا یہ ہے کہ فاسق وفاجر تھااوراحکام شرعیہ پر قائم نہ تھااور فاسق پر لعنت جائز نہیں۔

فاضل قونوی "شرح عمدۃ النسفی" میں لکھتے ہیں: صاحبِ کبیرہ پر لعنت نہ کی جائے کہ ایمان اس کااس کے ساتھ ہے، ارتکابِ کبیرہ سے کم نہیں ہوتااور مسلمان پر لعنت جائز نہیں۔ [41]

ملا علی قاری "شرح فقہ اکبر" میں قولِ شارح "عقائد" کا یعنی: **نحن لا نتوقف في شأنه بل في إيمانه فلعنة الله عليه وعلىٰ أنصاره و أعوانه** مع اس کے دلائل کے رَد کرتے ہیں اور "خلاصہ" وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حجاج ویزید پر لعنت کرنانہ چاہیے اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل قبلہ کی لعنت سے ممانعت فرمائی ہے اور جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لعنت کرنا بعض اہل قبلہ پر منقول ہے؛ اس سبب سے ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام لوگوں کا حال جانتے تھے اور لوگ نہیں جانتے شاید وہ شخص منافق ہو یابَاِعلامِ الٰہی اس کا کفر پر مرنا معلوم ہو۔ [42]

امام غزالی "احیاء العلوم" میں لکھتے ہیں کہ حکم یزید کا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کیلئے اصلاً ثابت نہیں اور بلا تحقیقات مسلمان کی طرف نسبت کبیرہ کی جائز نہیں **إلى أن قال لعنِ اشخاص** میں خطر ہے پس اجتناب چاہے اور ترکِ لعن ابلیس میں بھی خطر نہیں **فضلاً عن غيره** (جب ابلیس کو کوئی لعنت نہ کرنے میں ایمان کو کوئی خطرہ نہیں تودوسروں کو لعنت نہ کرنے میں ایمان کو خطرہ کیسے ہوسکتاہے!) **والله تعالىٰ أعلم. ۱۲ منه قدس سره العزيز**۔ [43]

اور بعض علماء اس کی تکفیر ولعن میں توقف (سکوت اختیار) کرتے ہیں اور یہی راجح اور یہی اَسلم اور یہی ھمارے ائمہ ہدیٰ کا مذہبِ اَصح واَقوم ہے۔ [44]

اس خبیث نے مسلم بن عقبہ مرّی کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر ۷۰۰ استرہ سومہاجرین واَنصار وتابعین کبار کو شہید کرایا۔ تین روز اہل مدینہ لوٹ اور قتل اورانواعِ مصائب میں مبتلا رہے اور فوجِ اشقیاء نے مسجدِ اقدس میں گھوڑے باندھے اور کسی کو وہاں نماز نہ پڑھنے دی، اہل

---

[40] (انظر "منح الروض الأزهر"، الكبيرة لا تخرج عن الإيمان، ص ۷۳، و"الصواعق المحرقة"، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة...إلخ، ص ۲۲۰)

[41] ("منح الروض الأزهر"، الكبيرة لا تخرج عن الإيمان، ص ۷۳، (نقلاً عن القونوي).)

[42] ("منح الروض الأزهر"، الكبيرة لا تخرج عن الإيمان، ص ۷۲-۷۳، ملتقطاً.)

[43] ("إحياء علوم الدين"، كتاب آفات اللسان، الآفة الثامنة: اللعن، ج ۳، ص ۱۵۴)

[44] ("المسامرة بشرح المسايرة"، ما جرى بين علي ومعاوية رضي الله عنهما، ص ۳۱۵-۳۱۶. و"الصواعق المحرقة"، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة...إلخ، ص ۲۲۱)

حرم سے یزید کی غلامی پر بجبر بیعت لی کہ چاہے بیچے، چاہے آزاد کرے، جو کہتا میں خدا اور سول کے حکم پر بیعت کرتا ہوں اسے شہید کرتے۔[45]

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کی بے حرمتی کرچکے، خانہ خدا پر چلے راہ میں مسلم بن عقبہ مر گیا، حصین بن نمیر نے مع فوجِ کثیر مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کو جلا دیا اور وہاں کے رہنے والوں پر طرح طرح کا ظلم و ستم کیا۔ ۱۲ منہ قدس سرہ۔[46]
ملائکہ وانبیاء کہ بحکم جناب کبریا کسی پر لعنت کرتے ہیں بسببِ امتثالِ امر (حکم بجالانے) کے مشکور وماجور ہوتے ہیں جس طرح زبانیہ دوزخ (وہ فرشتے جو دوزخیوں کو آگ میں دھکیلیں گے) اور وہ فرشتے جو عذاب پر مامور ہیں اپنے کام میں محمود ہیں گویا یہ بھی کافروں کے حق میں ایک قسم کا عذاب ہے کہ مقبولانِ جنابِ احدیت اس کے ایصال پر مامور وماجور ہوتے ہیں، دوسرے شخص کو کہ قیدیوں کی تعذیب پر مقرر نہیں ان کو مارنا اور ایذا دینا موجبِ اجر نہیں اور آیہ کریمہ: (عَلَیۡھِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ) (ترجمہ کنزالایمان: "ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔" ((پ ۲، البقرۃ:۱۶۱)) اخبار ہے نہ کہ امر کہ سب آدمیوں کا مامور بنص ہونا ثابت ہو، فَتَفَکَّرْ۔ ۱۲ منہ قدس سرہ۔[47]
کسی بھی مومن کو یہ بات زیب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو، اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔[48]
یعنی اہلسنّت کا شیوہ یہ نہیں کہ وہ لوگوں کو برا بھلا کہیں یا گالی دیں یا لعنت کریں بلکہ ہم اہلسنّت کا شیوہ تو ان چیزوں سے دور رہنا ہے۔[49]
شیعہ خوارج کو کافر کہتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور خوارج شیعہ کو کافر وملعون جانتے ہیں بلکہ اپنے مذہب والوں کی لعن و تشنیع میں باک (خوف) نہیں کرتے، جو شخص انکے حالات سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ لعن و تکفیر تمام اہلِ بدعت خصوصاً شیعہ کا وظیفہ ہے ۔ ۱۲ منہ قدس سرہ۔

روافض کے اسی عقیدہ کی ایک کڑی فرقہ عبدیہ کا وہ قول ہے جس میں وہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نصوص سے انحراف کرکے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا اور دوسروں کو خلیفہ بنایا اس لئے ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیزار ہونا ضروری ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)
ایک فرقہ مشبہہ ہے جو کہتا ہے کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کے معاملے میں ہمیں شبہ ہے اس لئے ہم ان دونوں سے بیزار ہیں۔
عن عبد الله بن مغفل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضا بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله، ومن آذى الله فيوشک أن يأخذه)).[50]

---

45 ("فتح الباري"، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيأً...إلخ، تحت الحديث: ۷۱۱۴، ج۱۳، ص ۶۰-۶۱. و"البداية والنهاية"، وقعة الحرث، ج۵، ص ۷۳۱-۷۳۲. و"الصواعق المحرقة"، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة...إلخ، ص ۲۲۱-۲۲۲.)
46 (انظر "فتح الباري"، كتاب التفسير، باب قوله: ثاني اثنين...إلخ، تحت الحديث: ۴۶۶۶، ج۸، ص ۲۷۹.)
47 "مرآة الجنان"، السنة: ۶۴، ج۳، ص ۱۳۴.
48 "سنن الترمذي"، كتاب الطب، باب ماجاء في اللعن والطعن، ج۳، الحديث: ۲۰۲۶، ص ۴۱۰.
49 "أشعة اللمعات"، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان من الغيبة والشتم، ج۴، ص ۱۷. "إحياء العلوم"، كتاب آفات اللسان، ج۳، ص ۱۵۴.
50 "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب من سبّ أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۳۸۸۸، ج۵، ص ۴۶۳. العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۷۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اللہ میرے بعد میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انہیں ہدف ملامت نہ بنانا۔ اس لئے کہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے بغض کیا۔ اور جس نے انہیں ایذا پہنچائی گویا کہ اس نے مجھے ایذا اور جس نے مجھے اذیت دی گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اللہ تعالیٰ عنقریب اسے (اپنے عذاب میں) گرفتار کر دے گا۔

اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ

من سب أصحابي فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس أجمعين۔[51]

ترجمہ: جو شخص میرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دے تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔

و قال إن شرار أمتي أجرؤهم على صحابتي۔[52]

ترجمہ: اور (حضور نبی کریم ﷺ نے) فرمایا بے شک میری امت کا شریر ترین (امتی) وہ ہے جو میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر زبان درازی کرتا ہے۔

إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا: لعنة الله على شركم (خط-عن ابن عمر).[53]

ترجمہ: اور (حضور نبی کریم ﷺ نے) فرمایا جس وقت آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دیتے ہوں تو آپ ان سے کہیں کہ آپ کے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

و قال لعن اللہ من سب اصحابی۔[54]

ترجمہ: اور (حضور نبی کریم ﷺ نے) فرمایا اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دے۔

قال النبی ﷺ حبہ و شکرہ و اجب علی امتی۔[55]

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ محبت اور ان کا شکر ادا کرنا میری امت پر واجب ہے۔

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک ہم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔[56] “

مفتری کی سزا

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ”نبیٔ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور اگر اس کے علاوہ کسی نے کوئی دوسری بات کی

---

[51] رواہ الطبرانی ج ۱۲ ص ۸۹، العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۸۔

[52] رواہ ابن عدی و شرح العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۸، جامع صغیر رقم ۱۲۲۸۱، جامع المعراج ص ۱۴۳۔

[53] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۸۔ کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۳۲۔

[54] رواہ الطبرانی۔ العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۸۔

[55] رواہ ابن عساکر و شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۵۴۹۔

[56] (سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۶۷۶، ج ۵، ص ۳۷۲)

تو وہ مُفْتَرِی یعنی الزام لگانے والا ہے اور اس کی سزا بھی وہی ہے جو الزام لگانے والے کی سزا ہے۔[57] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا اِصبغ بن نباتہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار کیا: "اس امت میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟" فرمایا: "اس اُمت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر میں۔ (یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم)[58]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما

فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ مبارکہ میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شمار کرتے ان کے بعد حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اور ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو۔[59] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں کہ "ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب میں بہت زیادہ میل جول رکھنے والے تھے اور ہماری تعداد بھی بہت زیادہ تھی اس وقت ہم مراتب صحابہ یوں بیان کیا کرتے تھے، اس امت میں نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اور ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ افضل ہیں۔ پھر ہم خاموش ہو جاتے۔[60]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا محمد بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے پوچھا: "نبیٔ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟" ارشاد فرمایا: "ابو بکر" میں نے کہا: "پھر کون؟ " فرمایا: "عمر"۔ مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے دوبارہ پوچھا کہ "پھر کون؟ " تو شاید آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام لے لیں گے، اس لیے میں نے فوراً کہا: "حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سب سے افضل ہیں؟" ارشاد فرمایا: "میں تو ایک عام سا آدمی ہوں۔[61]"

57(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابۃ، فضل الصدیق، الحدیث:۳۵۶۲۲، ج۶، الجزء:۱۲، ص۲۲۳، جمع الجوامع، مسند عمر بن الخطاب، الحدیث:۱۰۵۸، ج۱۱، ص۲۱۹)

58(الریاض النضرۃ، ج۱، ص۵۷)

59(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل ابی بکر بعد النبی، الحدیث:۳۶۵۵، ج۲، ص۵۱۸، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۳۴۶)

60(کنز العمال، کتاب الفضائل، جامع الخلفاء، الحدیث:۳۶۷۱۷، ج۷، الجزء:۱۳، ص۱۰۵)

61(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت۔۔۔ الخ، الحدیث:۳۶۷۱، ج۲، ص۵۲۲)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا اصبغ بن نباتہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی خدمت میں عرض کی: "اے امیر المؤمنین! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ "آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔"میں نے عرض کیا: "پھر کون؟" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔"میں نے عرض کی: "پھر کون؟ "آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔"میں نے عرض کی: "پھر کون؟ "آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "میں۔" (یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم)[62]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے آگے چل رہا تھا تو نبیوں کے سردار سرکار والا تبار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے ابو درداء! تم اس کے آگے چل رہے ہوں جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے، نبیوں اور مرسلین کے بعد کسی پر نہ تو سورج طلوع ہوا اور نہ ہی غروب ہوا کہ وہ ابو بکر سے افضل ہو۔"[63]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے نبیٔ کریم رؤف، رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "نبی کے علاوہ تمام لوگوں میں سب سے افضل **ابو بکر** ہیں۔"[64]

افضلیت صدیق اکبر بزبان جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام

ایک دن نبیٔ اکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر توجہ فرمائی تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نظر نہ آئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام لے کر دو (۲) بار پکارا، پھر ارشاد فرمایا: "بیشک روح القدس جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے تھوڑی دیر پہلے مجھے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابو بکر صدیق ہیں۔"[65]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پوچھا: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں میں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟" ارشاد فرمایا: "عائشہ" میں نے کہا: "مردوں میں؟ "فرمایا: "ان کے والد (یعنی ابو بکر صدیق)" میں نے پوچھا: "پھر کون؟ "ارشاد فرمایا: "عمر بن خطاب۔" (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم)[66]

---

62 (تاریخ مدینۃ دمشق، ج۴۴، ص۱۹۶)

63 (فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، بقیہ قولہ مروابابکران یصلی، الرقم:۱۳۵، ج۱، ص۱۵۲)

64 (جمع الجوامع، الھمزۃ مع الباء، الحدیث:۱۲۰، ج۱، ص۳۸، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۲۱۲)

65 (المعجم الاوسط، من اسمہ محمد، الحدیث:۶۴۴۸، ج۵، ص۱۸)

66 (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا، الحدیث:۳۶۶۲، ج۲، ص۵۱۹)

افضلیت صدیق اکبر بزبان حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں:

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلَهَا ... بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

ترجمہ: "جب تجھے سچے دوست کا غم یاد آئے، تو اپنے بھائی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کارناموں کو یاد کر جو نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ساری مخلوق سے بہتر، سب سے زیادہ تقوی اور عدل والے، اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔"[67]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا ابو حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا ابو بکر بن عیاش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابو حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ فرماتے سنا: "وَاللهِ مَا وَلَدَ لِآدَمَ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ أَفْضَلُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ یعنی انبیاء و مرسلین کے بعد حضرت سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔"[68]

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ نسفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

حضرت امام ابن ہمام عمر بن محمود نسفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "نبی کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد افضل البشر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہیں۔"[69]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام لوگوں سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان بن عفان ذوالنورین، پھر علی ابن ابی طالب رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔"[70]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت اِمام شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان و تابعین عظام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام امت سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔"[71]

---

67 (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، استشادہ فی مدح الصدیق، الحدیث: ۴۴۷۰، ج۴، ص۷)

68 (فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، ومن فضائل عمر بن الخطاب من حدیث أبي بکر بن مالک۔۔ الخ، الرقم: ۵۹۸، ج۱، ص۳۹۴)

69 (شرح العقائد النسفیۃ، ص۳۱۸)

70 (شرح الفقہ الاکبر، ص۶۱)

71 (فتح الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل ابی بکر بعد النبی، ج۸، ص۱۵)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام مالک رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت سیدنا امام مالک رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ”انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟“ فرمایا: ”حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔[72]“

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام طحاوی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت سیدنا امام ابو جعفر طحاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے پہلے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت ثابت کرتے ہیں بایں طور کہ آپ کو تمام اُمت پر افضلیت و سبقت حاصل ہے، پھر ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے خلافت ثابت کرتے ہیں۔[73]“

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام ابو بکر باقلانی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ”اہل سنت و جماعت اَسلاف کا حق پہنچاتے ہیں وہ اسلاف جن کو اللہ تعالی نے اپنے حبیب کے لیے منتخب فرمایا تھا وہ ان کے فضائل بیان کرتے ہیں اور ان میں جو اختلافات واقع ہوئے ہیں خواہ چھوٹوں میں یا بڑوں میں اہلسنت و جماعت ان اختلافات سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہیں اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سب سے مقدم سمجھتے ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق کو، پھر حضرت سیدنا عثمان کو پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو اور اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب خلفاء راشدین و مہدیین ہیں اور نبی کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں اور اہلسنت و جماعت ان تمام احادیث کی تصدیق کرتے ہیں اور ان پر دلالت کرنے والی اور شان خلفاء میں وارد شدہ احادیث کو جھٹلاتے نہیں ہیں جو حضور اکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔[74]“

افضلیت صدیق اکبر بزبان شیخ تقی الدین رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ”اِنَّ اَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ الْاُمَّۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَسَائِرِ اُمَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَصْحَابِھِم یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام اُمت محمدیہ سے اور تمام انبیاء کی ساری امتوں اور ان کے اصحاب سے افضل ہیں، کیونکہ آپ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اس طرح لازم تھے جس طرح سایہ جسم کو لازم ہوتا ہے حتی کہ میثاق انبیاء میں اور اسی لیے آپ نے سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق کی۔[75]“

افضلیت صدیق اکبر بزبان حافظ ابن عبد البر رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ”حضور نبی کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے بعد جن صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو چھوڑا

---

[72] (الصواعق المحرقۃ، الباب الثالث، ص۵۷)

[73] (شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص۴۷۱)

[74] (کتاب التمھید، ص۲۹۵)

[75] (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص۳۲۹)

اُن میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور اس بات پر علماء کرام کی جماعت کا اجماع ہے اور اہل علم کے ایک بہت بڑے گروہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔[76]

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ ابو شکور سالمی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

اِمامُ المتکلمین علامہ ابو شکور سالمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اہل سنت وجماعت نے کہا ہے کہ انبیاء ورسل اور فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔[77]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام غزالی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''نبی کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔[78]''

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام کمال الدین رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: ''جان لو کہ دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، پھر حضرت سیدنا عمر، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔ اور اس پر احادیث سے بے شمار دلائل موجود ہیں جو مجموعی طور پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مقدم ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔[79]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام قاضی عیاض رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت امام قاضی عیاض مالکی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمام جہانوں پر ماسوائے انبیاء ومرسلین کے منتخب فرمایا ہے اور ان میں سے چار کو میرے لیے چن لیا ہے وہ چار ابو بکر، عمر، عثمان، علی ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے میرا بہترین ساتھی بنایا اور میرے تمام صحابہ میں خیر ہے۔[80]''

---

[76] (التمھید لما فی الموطا من المعانی والمسانید، حدیث الرابع عشر، ج۸، ص۵۵۳)
[77] (تمھید ابو شکور سالمی، ص۳۶۴)
[78] (احیاء العلوم، کتاب قواعد العقائد، الرکن الرابع، الاصل السابع، ج۱، ص۱۵۸)
[79] (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص۳۲۹)
[80] (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ج۲، ص۵۴)

افضلیت صدیق اکبر بزبان غوث اعظم رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

محبوب سبحانی شہباز لامکانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی حسنی حسینی غوث الاعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: "عشرہ مبشرہ میں سے افضل ترین چاروں خلفاء راشدین ہیں اور ان میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور ان چاروں کے لیے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خلافت ثابت ہے۔[81] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان حافظ ابن عساکر رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: "حضور اکرم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے دین کو غلبہ دیا اور انہیں مرتدین پر غالب کیا اور مسلمانوں نے ان کو خلافت میں اسی طرح مقدم کیا ہے جس طرح کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو غار میں مقدم کیا پھر امام برحق حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اللہ تعالیٰ آپ کے چہرہ کو رونق بخشے آپ کے قاتلین نے ظلم و تعدی سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شہید کیا پھر حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد یہ ائمہ ہیں۔[82]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام شرف الدین نووی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: "اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔[83]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام محمد بن حسین بغوی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: "حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم انبیاء و مرسلین کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں، اور پھر ان چاروں میں افضلیت کی ترتیب خلافت کی ترتیب سے ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہلے خلیفہ ہیں لہٰذا وہ سب سے افضل ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق، ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، ان کے بعد حضرت سیدنا علی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم افضل ہیں۔[84]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: "اِنَّ الْاِجْمَاعَ اِنْعَقَدَ بَیْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ اَنَّ تَرْتِیْبَهُمْ فِيْ الْفَضْلِ كَتَرْتِیْبِهِمْ فِي الْخِلَافَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِیْن یعنی اہل سنت وجماعت کے درمیان اس بات پر اجماع ہے کہ خلفاء راشدین میں فضیلت اسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے خلافت

81(الغنیۃ، العقائد والفرق الاسلامیۃ، ج۱، ص۱۵۷، ۱۵۸)

82(تبیین کذب المفتری، باب ما وصف من مجانبتہ لاھل البدع، ص۱۶۰)

83 (شرح صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، ج۸، الجزء:۱۵، ص۱۴۸)

84(شرح السنۃ للبغوی، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج۱، ص۱۸۲)

ہے (یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سب سے افضل ہیں کہ وہ سب سے پہلے خلیفہ ہیں اس کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق، اس کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، اس کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم)۔"[85]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہیں۔[86] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام عبد الوہاب شعرانی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اُمت کے اولیاء کرام میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔[87] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "یہ آیت مبارکہ (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ(۵) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی امامت پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ ان دونوں آیتوں کا معنی ہے کہ "اے اللہ ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا کہ جن پر تیرا انعام ہوا۔" اور دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا: (اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ (پ۵، النساء:۶۹)" یعنی اللہ تعالٰی نے انبیاء اور صدیق پر انعام فرمایا۔ اور اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کہ صدیقین کے امام اور ان کے سردار حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی ہیں۔ تو اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم وہ ہدایت طلب کریں جس پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور تمام صدیقین تھے، کیونکہ اگر وہ ظالم ہوتے تو ان کی اقتداء جائز ہی نہ ہوتی، لہٰذا ثابت ہوا کہ سورۃ الفاتحہ کی یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی امامت پر دلالت کرتی ہے۔[88]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مصلی مبارک سے پیچھے ہٹے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آگے کیا تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمنے فرمایا: "ابو بکر کے سوا کوئی اور امامت کرے اللہ اور سب مومن انکار کرتے ہیں۔[89] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ قسطلانی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت علامہ احمد بن محمد بن ابو بکر بن عبد الملک قسطلانی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

85 (فتح الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب لو کنت متخذا خلیلا، تحت الحدیث:۳۶۷۸، ج۷، ص۲۹)

86 (تاریخ الخلفاء، ص۳۴)

87 (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص۳۲۸)

88 (التفسیر الکبیر، الفاتحۃ:۶،۵، ج۱، ص۲۲۱)

89 (شرح الفقہ الاکبر، ص۶۴)

وَسَلَّم کے بعد ساری مخلوق میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔[90] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان میر سید عبد الواحد بلگرامی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "اس پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے بہتر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُن کے بعد سیدنا عثمان ذوالنورین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اُن کے بعد سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔[91] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "خلفاء اَربعہ کی افضلیت اُن کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے یعنی تمام صحابہ سے افضل سیدنا ابو بکر صدیق ہیں پھر سیدنا عمر فاروق پھر سیدنا عثمان غنی پھر سیدنا علی المرتضی رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔[92] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہیں۔[93] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ عبد العزیز پرہاروی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "صوفیاء کرام کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ امت میں سیدنا ابو بکر صدیق پھر سیدنا عمر فاروق پھر سیدنا عثمان غنی پھر سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم سب سے افضل ہیں۔"[94]

افضلیت صدیق اکبر بزبان پیر مہر علی شاہ گولڑوی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "آیت "(مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ-وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ) الآیۃ (پ۲۶، الفتح: ۲۹) **ترجمۂ کنزالایمان:** "محمّد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔" میں اللہ تعالٰی کی طرف سے خلفائے اربعہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ سے خلیفۂ اول (حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مراد ہیں) اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّار سے خلیفۂ ثانی (حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ سے خلیفۂ ثالث (حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) اور تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا۔۔۔اِلَخ سے خلیفہ رابع (حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم) کے صفات مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ معیت اور صحبت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، کفار پر شدت میں حضرت

---

[90] (ارشاد الساری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عثمان بن عفان، تحت الحدیث: ۳۶۹۸، ج۸، ص۲۱۵)

[91] (سبع سنابل، ص۷)

[92] (تکمیل الایمان، ص۱۰۴)

[93] (تفہیمات الٰھیہ، ج۱، ص۱۲۸)

[94] (النبراس شرح شرح العقائد، ص۴۹۲)

سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حلم و کرم میں حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور عبادت واخلاص میں حضرت سیدنا مولائے علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خصوصی شان رکھتے تھے۔[95]

افضلیت صدیق اکبر بزبان اعلی حضرت رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: "مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَتَسْلِیْمَاتُہ عَلَیْھِمْ کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم تمام مخلوقِ الٰہی سے افضل ہیں، پھر اُن کی باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولی علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔"[96]

افضلیت صدیق اکبر بزبان صدر الافاضل رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

صدر الافاضل حضرت مولانا **مفتی نعیم الدین** مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: "اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام عالم سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہیں اُن کے بعد حضرت عمر اُن کے بعد حضرت عثمان اور اُن کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔[97] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان صدر الشریعہ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی **امجد علی** اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "بعد انبیاء ومرسلین، تمام مخلوقات الٰہی انس وجن وملک (فرشتوں) سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولی علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔"[98]

سیدنا صدیق اکبر و عمر فاروق کی افضلیت قطعی ہے

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "(حضرت سیدنا صدیق و عمر کی افضلیت پر) جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب ہے۔[99] "

جہاں نہایتیں و غایتیں ختم وہاں مقام صدیق شروع

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں اور تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مراتب ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقاء کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام اکابر اولیاء عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں اور ان کی شان ارفع و اعلی ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال

---

95 (مِہر منیر، ص ۴۲۴، اللباب فی علوم الکتاب، الفتح:۲۹، ج ۱۷، ص ۵۱۷)

96 (فتاوی رضویہ، ج ۲۸، ص ۴۷۸)

97 (سوانح کربلا، ص ۳۸)

98 (بہار شریعت، ج ۱، ص ۲۴۱)

99 (مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، ص ۸۱)

سے غیر اللہ کا قصد کریں، لیکن مدارج متفاوت ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں اور کوئی شے کسی شے سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے اور صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہو گئیں، اس لیے کہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امام القوم سیدی محی الدین ابن عربی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی تصریح کے مطابق پیشواؤں کے پیشوا اور تمام کے لگام تھامنے والے اور ان کا مقام صدیقیت سے بلند اور تشریع نبوت سے کمتر ہے اور ان کے درمیان اور ان کے مولائے اکرم مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان کوئی نہیں۔ [100] "

مسئلہ افضلیت باب عقائد سے ہے

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: "بالجملہ مسئلہ افضلیت ہر گز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف (ضعیف حدیثیں) سن سکیں بلکہ مواقف و شرح مواقف میں تو تصریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احاد صحاح (خبر واحد صحیح حدیثیں) بھی نامسموع۔ [101] "

صدیق اولین ہیں خلافت کے تاجدار | بعد ان کے عمر و عثمان و حیدر ہیں بالیقین
اللہ اللہ ان کی عظمت اور شان سربلند | انبیاء کے بعد ان کا کوئی ہمسر نہیں

صدیق اکبر صوفیاء کی نظر میں، صوفی بننے کے لیے نقش صدیق کی اتباع

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "اگر کوئی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نقش قدم پر چلے کہ صفا صدیق کی صفت ہے، کیونکہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اس کی اصل یہ ہے کہ دل اغیار سے منقطع ہو جائے اور اس کی فرع یہ ہے کہ دل دنیا کی محبت سے خالی ہو جائے اور یہ دونوں صفتیں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہیں تو جو اس طریقے والے ہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے امام ہیں۔ [102]"

خوف وامید کی اعلیٰ مثال

حضرت سیدنا مطرف بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: "اگر آسمان سے کوئی یہ آواز بلند صدا دے کہ جنت میں صرف ایک ہی شخص داخل ہو گا تو مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اس کے فضل سے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا اور اگر آسمان سے یہ آواز آئے کہ دوزخ میں صرف ایک ہی شخص داخل ہو گا تو مجھے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے غضب اور عقاب کے سبب یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ بھی میں ہی نہ ہوں۔" حضرت مطرف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "بخدا! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف اور اس کی رحمت سے امید کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں مل سکے گی۔ [103] "

---

[100] (فتاوی رضویہ، ج۲۸، ص۶۸۳)

[101] (فتاوی رضویہ، ج۵، ص۵۸۱)

[102] (کشف المحجوب، ص۳۲، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج۳، ص۸۰)

[103] (اللمع فی التصوف، ص۲۳۳)

صدیق اکبر جیسے بن جاؤ

حضرت سیدنا ابو العباس عطاء رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا: (کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ) (پ۳، اٰل عمران:۷۹) **ترجمۂ کنز الایمان:** "اللہ والے ہو جاؤ۔" کہ اس فرمان میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کن لوگوں جیسا ہونے کا حکم ارشاد فرمارہا ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اس آیت میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ تم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جیسے بن جاؤ، کیونکہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دنیا سے وصال ظاہری ہوا تو تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شدت غم سے نڈھال تھے اور کچھ دیر کے لیے انہیں ایسا لگا جیسے اب دنیا سے اسلام کا نام ونشان ختم ہو جائے گا کیونکہ اس وقت مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی صدمہ نہ تھا۔ ایسے کٹھن وقت میں صرف حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی ایسے تھے جنہوں نے نہایت ہی صبر و تحمل اور حوصلے سے کام لیتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو پایا اور باہر آکر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مجمع سے یہ خطاب فرمایا کہ "اگر تم لوگ اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پوجا کرتے ہو تو سن لو کہ وہ وصال فرما گئے ہیں اور اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہو تو یقین رکھو کہ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی موت نہ آئے گی۔[104]"

اس سے پتا چلا کہ ربانی یعنی اللہ والا وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے دل پر حوادثِ زمانہ کا کوئی اثر نہ ہو سکے یعنی اس کا دل اس کا اثر قبول نہ کرے خواہ پوری زمین اِدھر سے اُدھر ہی کیوں نہ ہو جائے۔[105]

صوفیاء کی بولی بولنے والے پہلے شخص

حضرت سیدنا ابو بکر واسطی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ "اس اُمت کی پہلی شخصیت جس نے اشارے میں صوفیاء کی بولی سے کام لیا وہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ چنانچہ صوفیاء کرام نے اسی بولی سے ایسے ایسے لطائف اخذ کیے جس سے بڑے بڑے عقل مند حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔"

صوفیاء کی پہلی بولی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بولی

حضرت شیخ ابو نصر عبد اللہ بن علی سراج طوسی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر واسطی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زبان پر سب سے پہلے صوفیاء کی بولی ظاہر ہوئی تو یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے راہ خدا میں مال پیش کرنے کی ترغیب دلائی تو مختلف صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حسب استطاعت اپنا اپنا مال بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا اور اس وقت حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے گھر کا سارا سامان لا کر حضور نبی کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کر دیا تھا اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب پوچھا کہ: "اے صدیق! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟" اس پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے صوفیاء کی وہ بولی بولتے ہوئے عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! گھر والوں کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

104(صحیح البخاری، کتاب المغازی، مرض النبی ووفاتہ، الحدیث:۴۴۵۴، ج۳، ص۱۵۸، عمدۃ القاری، ج۲۶، ص۳۶۷)

105(اللمع فی التصوف، ص۲۳۴)

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چھوڑ کر آیا ہوں۔[106]"

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اس قول میں سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر فرمایا اور پھر ساتھ ہی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک لے دیا اور خدا کی قسم! عقیدۂ توحید رکھنے والوں کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انفرادیت بتانے کا اس سے بڑھ کر کوئی اور اشارہ ممکن ہی نہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی حیات طیبہ میں اور بھی ارشادات ملتے ہیں جن سے صوفیاء نے بہت لطیف مسائل نکالے ہیں۔ اہل تحقیق صوفیاء انہیں جانتے اور خوب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان صوفیاء کا ان اشارات سے تعلق بھی ہے اور انہوں نے ان کو اپنا بھی رکھا ہے۔[107]

حیات صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اشارات صوفیاء رحمہم اللہ تعالیٰ

انہی اشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری پر جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے دل لرز گئے اور انہیں آپ کے وصال اور دنیا سے پردہ فرمانے پر خدشہ محسوس ہوا کہ اسلام کہیں ختم ہی نہ ہو جائے تو اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا تھا: "اگر تم لوگ اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پوجا کرتے ہو تو سن لو کہ وہ وصال فرما گئے ہیں اور اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہو تو یقین رکھو کہ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی موت نہ آئے گی۔" اس میں نہایت باریک اشارہ یہ تھا کہ آپ توحید الٰہی پر ثابت قدم تھے اور یہی نہیں بلکہ آپ نے تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا بھی اس عقیدۂ توحید پر یقین مضبوط فرما دیا۔

صوفیاء کی بولی، دوسری مثال

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو صوفیاء کی بولی بولی انہیں بولیوں میں سے ایک بولی یہ بھی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر جب نبیٔ کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بارگاہ الٰہی میں التجاء کرتے ہوئے عرض کی کہ "الٰہی! اگر آج یہ تیرے مٹھی بھر مخلص بندے شہید ہو گئے تو اس سرزمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ الٰہی! رحم فرما! کرم فرما! اور تو نے جس مدد کا وعدہ فرمایا تھا اسے پورا فرما۔" تو اس وقت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تھے جنہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی تھی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بارگاہ الٰہی میں جو التجاء کر چکے وہ کافی ہے، اب بس کیجئے، اس سے زیادہ کچھ نہ کہیے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ اسے ضرور پورا فرمائے گا۔" اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد کا جو وعدہ فرمایا تھا اس آیت مبارکہ میں مذکور ہے: (اِذْیُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ(۱۲)) (پ ۹، الانفال: ۱۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** "جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔[108]"

---

106 (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر و عمر، الحدیث: ۳۶۹۵، ج۵، ص ۳۸۰)

107 (اللمع فی التصوف، ص ۲۳۴)

108 (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ الانفال، الحدیث: ۳۰۹۲، ج۵، ص ۵۵)

اس آیت مبارکہ میں وعدۂ امداد الٰہی کی تصدیق تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے صرف حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی نے کی تھی، دیگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اس وقت انتہائی پریشان ہو چکے تھے، وعدۂ امداد الٰہی کی اسی تصدیق قلبی سے آپ کے ایمان کی پختگی اور خصوصی حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔[109]

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ نبیٔ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ہر حالت اور کیفیت کے اعتبار سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کامل واکمل تھے پھر کیا وجہ ہے کہ غزوۂ بدر کے دن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے قرار و بے چین تھے اور بارگاہ رب العلمین میں گریہ وزاری فرمارہے تھے، جبکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بالکل مطمئن اور پرسکون تھے بلکہ خود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حوصلہ دیتے نظر آرہے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبیٔ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مقابلے میں معرفت الٰہی کے علوم یقیناً زیادہ جانتے اور قوی ایمان کے مالک تھے۔ جبکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تمام صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سب سے زیادہ علم والے اور قوی ایمان کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وعدہ الٰہی پر حقیقی ایمان کی وجہ سے ثابت قدم تھے لیکن حضور نبیٔ اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چونکہ اللہ تعالٰی کی معرفت کا زیادہ علم رکھتے تھے کہ وہ رب عَزَّوَجَلَّ جبار وقہار ہے، وہ غنی یعنی بے پرواہ ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں، جب چاہے، جیسے چاہے اور جو چاہے کرسکتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے قرار تھے۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالٰی کے بارے میں وہ علم تھا جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور کسی دوسرے صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب شدید آندھی آتی تو باوجودیکہ آندھیاں آتی ہی رہتی تھیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ مبارکہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا حالانکہ اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کئی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہوتے تھے اور کسی کو کوئی پریشانی نہ ہوتی۔ پھر حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے خود یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ”جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں اس کا علم نہیں، اگر تم جان جاتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور تم بلند پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور وہاں بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر روتے رہتے نیز تمہیں اپنے بستروں پر بھی کبھی چین نہ آتا۔[110]“

صدیق اکبر کے تین الہام

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے اور مخصوص بندوں کے دل میں بعض اوقات سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلقاہوتی ہے یعنی دل میں ڈالی جاتی ہے اِسے الہام کہتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہ واحد صحابی تھے جو دوسرے صحابہ کے مقابلے میں الہام وفراست کی خصوصیت رکھتے تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ تین ۳ موقعوں پر الہام وفراست کا ظہور ہوا۔

---

109 (اللمع فی التصوف، ص ۲۳۵)

110 (اللمع فی التصوف، ص ۲۳۶)

(1) مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد بعض قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے یہ رائے دی کہ زکوٰۃ روکنے والے مرتدوں سے ابھی جنگ نہ کی جائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے جنگ کرنے پر فوراً تیار ہو گئے اور مانعین زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ "اگر انہوں نے رسی کا ایک ٹکڑا بھی دینے سے انکار کیا جو وہ رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد مبارک میں بطور زکوٰۃ ادا کرتے تھے تو میں اُن سے تلوار کے ذریعے جہاد کروں گا۔" چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے درست ثابت ہوئی اور صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے مخالفت میں مشورہ دینے کے باوجود آپ کی رائے کو درست تسلیم کیا اور آپ کی رائے پر اکھٹے ہو گئے کیونکہ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ آپ ہی کی رائے صحیح ہے۔[111]

(2) جیش اسامہ کی روانگی

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کفار کی سرکوبی کے لیے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل ایک لشکر حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سربراہی میں روانہ فرمایا تھا جو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انتقال کے بعد راستے میں شش و پنچ کا شکار ہو گیا تھا۔ جب تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر کو واپس بلانے پر اصرار کیا تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ "جس کام کا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پختہ ارادہ فرمالیا تھا میں اسے ہرگز تبدیل نہیں کروں گا۔[112] "

(3) قبل وصال بیٹی کی خوشخبری

آپ کی فراست کا تیسرا موقع وہ تھا جب بوقت وصال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اے عائشہ! میرے انتقال کے بعد مال وراثت کو اپنے دو بھائیوں اور دونوں بہنوں سب میں برابر برابر تقسیم کر دینا۔" حالانکہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دو بھائیوں اور صرف ایک بہن کا پتہ تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نکاح میں بنت خارجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی تھیں جو اس وقت حاملہ تھیں اور اس حمل کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ بچی ہوگی۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے الہام اور فراست کامل کے مطابق ویسا ہی ہوا کہ بچی کی پیدائش ہوئی۔[113]

اسی لیے نبیٔ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد نور بار ہے کہ "اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور سے دیکھتا ہے۔[114] "

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایسے اور بھی کمالات موجود ہیں جن کا تعلق اہل حقائق اور اہل دل سے ہے۔

111 (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ۔۔۔ الخ، الحدیث:۳۲، ج۱، ص۳۱، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۴۷)

112 (تاریخ مدینۃ دمشق، ج۸، ص۶۲، الطبقات الکبری، الطبقۃ الثانیۃ من المھاجرین، ج۴، ص۵۰)

113 (تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابو بکر الصدیق، فصل فی مرضہ الخ، ص۶۳، شرح الزرقانی علی المؤطا، ج۴ ص۶۱)

114 (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الحجر، الحدیث:۳۱۳۸، ج۵، ص۸۸)

صحابہ کے مابین امتیاز صدیق اکبر

☆...حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ مزنی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ''حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں اس لحاظ سے امتیاز نہیں رکھتے تھے کہ وہ روزے کثرت سے رکھتے اور نوافل زیادہ پڑھتے ہیں بلکہ یہ تو ان کے دل میں ایک خاص راز تھا جس کی وجہ سے وہ امتیاز رکھتے تھے۔''

☆ ...کسی صوفی کا اس امتیاز میں یہ قول ملتا ہے کہ ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دل میں محبت خداوندی موجزن تھی اور خلوص دل رکھتے تھے۔''

☆...حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ جب نماز کا وقت داخل ہو جاتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لوگوں سے فرماتے: ''اے لوگو! وہ آگ بجھادو جسے تم نے جلا رکھا ہے۔''(یعنی نماز کا وقت ہوتے ہی جو کام جیسا ہے ویسا ہی چھوڑ دو)[115]

کھاتے ہی فوراً قے کر دی

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ شبہ والا کھانا کھالیا تھا جب علم ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فوراً قے کر دی۔ پھر فرمایا: ''اگر یہ کھانا نکالنے میں میری جان بھی نکل جاتی تو میں اسے نکال کر ہی دم لیتا کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میں نے سن رکھا ہے کہ جس پیٹ میں حرام کا کھانا چلا جائے تو اس سے آگ ہی بہتر رہے گی۔[116] ''

کاش میں ایک سبزہ ہوتا

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عذاب الٰہی اور یوم حساب کے ڈر سے فرمایا کرتے تھے: ''کاش میں سبزہ ہوتا اور چوپائے مجھے کھاجاتے بلکہ میں پیدا ہی نہ ہوتا تو بہتر تھا۔[117] ''

صدیق اکبر اور تین آیتیں

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن کریم کی تین آیات کو ہمیشہ پیش نظر رکھا:

پہلی آیت

اللہ تعالٰی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: (وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ھُوَ-وَ اِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ-یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ-وَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ(۱۰۷)) (پ ۱۱، یونس: ۱۰۷)

---

115 (اللمع فی التصوف، ص ۲۳۸)

116 (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ایام الجاھلیۃ، الحدیث: ۳۸۴۲، ج ۲، ص ۵۷۱، منہاج العابدین، الفصل الخامس فی البطن وحفظہ، ص ۸۸)

117 (جمع الجوامع، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱۷۴، ج ۱۱، ص ۴۱، الطبقات الکبری، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: "اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کو رد کرنے والا کوئی نہیں اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "اس آیت سے مجھے پتہ چل گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا بھلا کرنا چاہے تو اس کے سوا اس بھلائی کو کوئی نہیں روک سکے گا، لیکن اگر اس کے حکم میں میرے لیے تکلیف لکھی ہے تو اسے بھی اسی کے سوا کوئی نہیں ٹال سکے گا۔"

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: (فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ۠(۱۵۲)) (پ۲، البقرۃ:۱۵۲) **ترجمہ کنزالایمان:** "تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "جب میں نے یہ آیت پڑھ لی تو میں نے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی یاد کو ترک کر دیا اور اسی کا ذکر کرنے لگا۔"

تیسری آیت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: (وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا-كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ(۶)) (پ۱۲، ھود:۶) **ترجمہ کنزالایمان:** "اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہو گا سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "جب سے میں نے یہ آیت پڑھ لی ہے تو خدا کی قسم! میں نے روزی کی فکر کرنا چھوڑ دی۔[118] "

دنیاداروں کی مذمت میں صدیق اکبر کے اشعار

کہا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دنیاداروں کی مذمت میں چند اشعار فرمائے جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

"اے دنیا اور اس کی زیب و زینت اپنا کر ناز کرنے والے! سن لے کہ مٹی ہی مٹی کی شان ہے تو اس میں عظمت کیسی؟ کوئی شریف آدمی دیکھنا چاہو تو ایسے بادشاہ کی طرف دیکھا کرو جو مسکین نما لباس پہنا کرتا ہے۔ یہی وہ شخص ہو گا جو لوگوں پر مہربان ہو گا اور دین و دنیا میں یہی اصلاح کر سکے گا۔ "[119]

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بہترین راہنما

حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے توحید کا مفہوم سمجھانے کے لیے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ فرمان سب سے بہترین راہنما ہے کہ "ذات الٰہی کتنی ستھری ہے جس نے اپنی پہچان کا صرف ایک ہی بہتر طریقہ بتلا دیا ہے کہ اس کی پہچان سے عاجز ہو جاؤ۔[120]"

---

118 (اللمع فی التصوف، ص۲۳۹)

119 (اللمع فی التصوف، ص۲۴۰)

120 (اللمع فی التصوف، ص۲۴۰)

صدیق اکبر مرید صادق ہیں

حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی عَلَیْہِ رَحمۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: ”دوسروں پر فضیلت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دلالت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نبی کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں مرید صادق کی طرح ہونا ہے جبکہ شیخ کی معیت میں اس کی فتوحات کامل ہو جائیں اور اسی وجہ سے آپ مستحق خلافت ہوئے۔ پس حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واصل بحق نہیں ہوئے حتی کہ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر طرح سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو گئے اور آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مشاہدہ ایک عبد مخلص کی صورت میں کیا جسے اللہ تعالیٰ کی معیت میں اگر کوئی حرکت یا سکون ہے تو صرف اسی کی اجازت سے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کی بالفعل دلیل

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر فضیلت کی بالفعل دلیل وہ ہے جو کہ احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب مال طلب فرمایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سارا مال لاکر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جبکہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے گھر کا آدھا مال پیش کر دیا۔ [121]

سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں کے مال میں ان کے لیے کوئی حد مقرر نہ فرمائی بلکہ دونوں پر یہ امر مخفی رکھا تاکہ ہر ایک عزم کے مطابق کام کرے۔ اگر سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ دونوں کے لیے کوئی حد مقرر فرمائی ہوتی تو یہ اس سے آگے نہ بڑھتے اور یوں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت بھی سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ظاہر نہ ہوتی۔ پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس امر کو مبہم رکھنے میں صرف یہی ارادہ فرمایا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ظاہر کر کے بیان کر دی جائے۔

قول صدیق میں انتہائی ادب

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس قول میں کہ ”گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں“ انتہائی ادب ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملایا۔

اور اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ان کے مال سے کوئی چیز لوٹا دی تو آپ نے اسے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست کرم سے قبول کیا ہو تا کیونکہ آپ نے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے اہل خانہ کی کفایت کرتے چھوڑا ہے۔ تو سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے مال میں فیصلہ نہیں کیا مگر اس کی حیثیت سے جسے مال کے مالک نے اپنا نائب بنایا ہو۔ پس اے بھائی! غور کر کہ مراتب امور کے متعلق سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عرفان کس

---

121 (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر، الحدیث: ۳۶۹۵، ج۵، ص ۳۸۰)

قدر مضبوط ہے اور اسی وجہ سے آپ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر فضیلت پائی۔ حالانکہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا خیال تھا کہ آج وہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے سبقت لے جائیں گے تو جب یہ نصف مال لانے کا واقعہ رونما ہوا تو سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہنے لگے کہ آج کے بعد میں سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر سبقت حاصل نہیں کر سکوں گا اور یہ مقام انہیں سونپ دیا۔ پھر رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ان کے مال میں سے کوئی چیز واپس نہ کی اور یہ اس لیے تاکہ محبت میں سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سچائی پر جو کہ آپ کے علم میں ہے حاضرین کو متنبہ فرمادیں۔ پس اگر آپ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ان کے مال میں سے کچھ واپس کر دیتے تو سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں یہ احتمال راہ پا سکتا تھا کہ آپ کے دل میں رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نرمی کا خیال آیا اور آپ نے سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر اسے بدلہ کے طور پر اس لیے پیش کر دیا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ سارے کا سارا مال دینے میں ان کا نفس ہر طرح سے کھلا ہوا نہیں ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے ایسا واقعہ گزرا کہ وہ ایک دفعہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں اپنا سارا مال لے آئے تو آپ نے اسے واپس کر دیا اور اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے متعلق علم رکھتے کہ وہ اپنے لیے آپ کے ہوتے ہوئے کوئی ملکیت نہیں دیکھتے جیسے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے تو اس پر آپ واپس نہ کرتے۔

استحقاق امامت کا عرفان

جان لے کہ ایک شخص کے لیے استحقاق امامت چند امور کے ساتھ پہچانا جاتا ہے ایک یہ کہ ایسی شخصیت ظاہر کر کے مقرر کرے جس کا قول قبول کرنا واجب ہو۔ جیسے نبی یا امام عادل۔ ایک یہ کہ مسلمان اس کی امامت پر اجماع کریں اور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد بالاجماع سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ظاہر کرنے پر امام ہوئے۔ پھر سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، آپ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نص کے ساتھ۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس جماعت کی نص کے ساتھ جن کے درمیان باہمی مشورہ سے امر متعین کیا گیا۔ بے شک آپ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا اور معتبر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا علی مرتضی کی امامت پر اجماع کیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ پس یہ چاروں خلفاء راشدین ہیں۔[122]

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخل بیعت — بنا فخر سلاسل صدیق اکبر کا
بَیاں ہو کس زبان سے مرتبہ صدیق اکبر کا — ہے یار غار، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

آپ کا سلسلہ نسب

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ ”حضرت سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّۃ بن کعب ہے۔“ مرہ بن کعب تک آپ کے سلسلہ نسب میں

122 (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص ۳۲۹ ملخصا)

کل چھ واسطے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب میں بھی مرہ بن کعب تک چھ ہی واسطے ہیں اور مرہ بن کعب پر جاکر آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا سلسلہ سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب سے جاملتا ہے۔ آپ کے والد عثمان کی کنیت ابو قحافہ ہے، آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ ماجدہ کا نام اُمُّ الخیر سلمٰی بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب ہے۔ ام الخیر سلمٰی کی والدہ (یعنی امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی نانی) کا نام دلاف ہے اور یہی امیمہ بنت عبید بن ناقد خزاعی ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی دادی (یعنی حضرت سیدنا ابو قحافہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ) کا نام امینہ بنت عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عُویج بن عدی بن کعب ہے۔[123]

سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتویں پشت میں ملنے کا شجرہ نسب ملاحظہ کیجئے:

نقشہ شجرۂ نسب

حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم	حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ	
حضرت سیدنا عبد اللہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ	ابو قحافہ عثمان (والد)	ام الخیر سلمی (والدہ)
حضرت سیدنا عبد المطلب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ	عامر	صخر
حضرت سیدنا ہاشم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ	عمرو	عامر
حضرت سیدنا عبد مناف رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ	کعب	
حضرت سیدنا قصی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ	سعد	
حضرت سیدنا کلاب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ	تیم	
حضرت سیدنا مرۃ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ		
حضرت سیدنا کعب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ		
حضرت سیدنا لوی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ		
حضرت سیدنا غالب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ		

123 (المعجم الکبیر، نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمہ، الحدیث:۱، ج۱، ص۵۱، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج۴، ص۱۴۴)

حضرت سیدنا فہر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ۵۸ ویں پشت میں تھے۔[124]

لم ینقل عن السلف المجتهدین و العلماءالصالحین جواز اللعن علی معاویة (رضی اللہ تعالی عنه) و احزابه لان غایة امرهم البغی و الخروج علی الامام وهو لا یوجب اللعن۔[125]

ترجمہ: اسلاف، مجتہدین اور علماء وصالحین میں سے کسی سے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے گروہ پر لعنت کرنا منقول نہیں ہے کیونکہ (حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے گروہ) نے امام وقت (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے صرف بغاوت و خروج کیا جس سے لعن لازم نہیں آتا۔

ذهب العمریة و الواصلیة من المعتزلة الی ان الفریقین فاسقان حتی قال واصل بن عطاء لو شهد الجمیع علی باقة بقل لم اقبل شهادتهم و ذهب الخوارج الی ان الفریقین کافران و ذهب الروافض الی ان من علیا (رضی اللہ تعالیٰ عنه) فهو کافر و قال اهل السنة کان الحق مع علی رضی اللہ تعالیٰ عنه و ان من حاربه مخطی فی الاجتهاد فهو معذور و ان کلا من الفریقین عادل صالح و لا یجوز الطعن فی احدمنهم للاحادیث المشهورة فی مدح الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم والنهی عن وهذا هو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال۔[126]

ترجمہ: عمریہ اور معتزلہ میں سے واصلیہ کہتے ہیں کہ دونوں گروہ (یعنی حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فاسق تھے (نعوذ باللہ) حتیٰ کہ واصل بن عطانے کہا کہ اگر سب لوگ ان (مذکورہ) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پاکدامنی کی گواہی دیں بھی تو میں کسی کی گواہی قبول نہیں کروں گا اور خوارج کہتے ہیں کہ یہ دونوں فریق (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کافر ہیں۔(نعوذ باللہ) اور روافض کہتے ہیں کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کی وہ کافر ہے اور اہل سنت نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور جنھوں نے ان سے جھگڑا کیا وہ اجتہادی طور پر غلطی پر تھے۔پس وہ معذور (تصور) ہوتے ہیں اور بے شک دونوں فریق عادل وصالح تھے۔اوران دونوں میں سے کسی ایک پر بھی طعن کرنا جائز نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدح وتوصیف اوران کو گالی نہ دینے کے معاملہ میں احادیث مشہورہ موجود ہیں اور یہی بات حق وسچ ہے تو حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں۔

قال مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه من شتم احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ ابا بکر او عمر او عثمان او معاویة او عمرو بن العاص فان قال کانوا علی کفر و ضلال قتل و ان شتمهم بغیر هذا من مشاتمة الناس فنکل نکالاً شدیداً۔ انتهی۔[127]

---

[124] فیضان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
[125] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۵۵۰۔
[126] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۵۰۳۔
[127] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۵۵۱۔

ترجمہ: حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت ابو بکر یا حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت معاویہ یا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دے (یا) اگر کہے کہ یہ لوگ کفر و گمراہی پر تھے تو اس شخص کو قتل کر دیا جائے اور اگر ان الفاظ کے علاوہ عام لوگوں کی گالیوں کی طرح گالی دے تو اس کو عبرتناک سزا دی جائے۔

عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ویشھد ولا یستشھد الا من سرہ بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وھو من الاثنین ابعد ولا یخلون رجل بامراۃ فان الشیطان ثالثھم ومن سرقۃ حسنۃ وساوت سئۃ فھو مؤمن۔[128]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عزت واحترام کرو کیونکہ وہ تم لوگوں میں سے بہترین لوگ ہیں۔ پھر ان لوگوں کی تعظیم کرو جو ان کے بعد ہوں گے۔ (یعنی تابعین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پھر کذب ظاہر ہو جائے گا حتی کہ ایک شخص قسم کھائے گا حالانکہ اسے قسم کھانے کا نہیں کہا گیا ہو گا۔ اور ایک شخص گواہی دے گا حالانکہ اسے گواہی دینے کا نہیں کہا گیا ہو گا۔ اور آگاہ رہو کہ جو شخص جنت میں جانا چاہتا ہو اس پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہے۔ کیونکہ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے اور کوئی مرد، عورتوں کے ساتھ اکٹھا نہ ہو کیونکہ (اگر ایسا کرے گا تو) ان میں شیطان تیسرا ہو گا۔ (یعنی گمراہ کرے گا) اور جس نے بھلائی کی چوری کی اور اس سے غلطی بھی سرزد ہو گئی تو وہ مؤمن ہے۔ (یعنی گناہ کرنے سے وہ کافر نہیں ہو گا بلکہ مؤمن ہی کہلائے گا)۔

وقد حدث فی شر القرون فقۃ زائغۃ یسبون الائمۃ ویذمون التقلید ویدعون الناس الی ترکہ مع ان جل مطاعنھم وکل دلائلھم مبنیۃ علی التقلید لمن سبقھم لأنھم یقولون: خالف أبو حنیفۃ فی المسألۃ الفلانیۃ الحدیث الصحیح۔ فان قلت۔ کیف عرفت أنہ حدیث صحیح؟ ویقولون: صححہ الحافظ فی "الفتح" وصححہ فلان وفلان۔ ولا یعرفون أنہ لما لم یجز لھم تقلید أبی حنیفۃ کیف جاز لھم تقلید مثل ابن حجر؟ ولما حرمتم التقلید فکیف وجب علی أبی حنیفۃ تقلید ابن حجر وأمثالہ فی تصحیح ما یصححون وتضعیف ما یضعفون؟[129]

ترجمہ: بتحقیق زمانے (کے گزرنے کی وجہ سے) پیدا ہونے والے شر میں ایک فرقہ زائغہ پیدا ہوا (جس کے ماننے والے) اماماں دین کو گالیاں دیتے ہیں اور تقلید کو برا جانتے ہیں اور لوگوں کو بھی ترک تقلید کی دعوت دیتے ہیں باوجودیکہ ان کے طعنے واضح و آشکار ہیں اور جو شخص ان کی طرف میلان رکھے اس کیلئے ان کے دلائل تقلید پر مبنی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلاں فلاں مسئلے میں صحیح حدیث کے خلاف کیا اگر ان سے کہا جائے کہ آپ نے صحیح حدیث کو کیسے پہچانا؟ تو کہتے ہیں کہ اس (حدیث) کو حافظ (ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ) نے "کتاب الفتح" میں صحیح شمار کیا ہے اور فلاں فلاں نے بھی اس کو صحیح کہا ہے (اس لئے ہمیں اس کے صحیح ہونے کا علم ہوا) انہیں خبر نہیں کہ جب ان کے نزدیک امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنا جائز ہی نہیں تو ان کیلئے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ (اور ان کی طرح کے دوسرے فقہاء) کی تقلید کرنی کیسے جائز ہوئی؟ اور جب وہ تقلید کو حرام کہتے ہیں

[128] رواہ النسائی۔ شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۱۵۵۔
[129] مقدمۃ اعلاء السنن فوائد فی علوم الفقہ ج ۲۱ ص ۷۔

تو جن احادیث کو وہ صحیح قرار دے رہے ہیں ان کی صحت میں اور جن کو یہ ضعیف قرار دے رہے ہیں ان کو ضعیف کہنے میں (حضرت امام اعظم) ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ پر علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کی تقلید کرنا کیسے واجب ہو گا؟

فرقہ حشویہ کہتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام معصوم نہیں ہیں (نعوذ باللہ من شرورھم)

وقال الامام الشیخ ابو منصور الماتریدی الانبیاء احق بالعصمة من الملائکة لان الامم مامورون بالاتباع للانبیاء لا الملائکة واختار القاضی عیاض عصمتهم بعد الوحی عن کل صغیرة و کبیرة ونسبه الی طائفة من المحققین وقال قد اختلف فی عصمتهم قبل النبوة والصحیح ان شاء اللہ تعالیٰ تنزیهم من کل عیب انتهیٰ۔[130]

ترجمہ: حضرت امام شیخ ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام عصمت میں ملائکہ سے زیادہ حقدار ہیں اس لئے کہ امت کو انبیاء علیہم السلام کی تابعداری کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ملائکہ کی تابعداری کا۔ قاضی عیاض نے انبیاء علیہم السلام کا وحی آنے کے بعد سارے صغیرہ وکبیرہ سے عصمت اختیار کیا ہے اور اس بات کو محققین کے ایک گروہ کی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے قبل ان کی عصمت کے بارے میں محققین کے اس گروہ نے اختلاف کیا ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ (انبیاء علیہم السلام) تمام عیوب سے پاک ہیں۔

فرقہ ناجیہ اہل وسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی خلافت کی وہ ترتیب جو متن میں بیان ہوئی ہے وہی حق ہے اور اس امت کے بہترین انسان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے کہ

عن ابی هریرة ان رسول اللہ ﷺ قال ابوبکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اهل السموات وخیر اهل الارضین الا النبیین والمرسلین۔[131]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے علاوہ سب پہلوں اور پچھلوں سے بہتر وممتاز ہیں اور (نہ صرف یہ بلکہ) زمین وآسمان والوں سے بھی۔

علامات السنة والجماعة تفضیل الشیخین ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنهما ومحبة الختنین عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنهما والختن بفتحتین زوج البنت ودلیل توقفهم الاکتفا بذکر المحبة فیهما من غیر تعرض للتفضیل کما فی الشیخین وحسبک دلیلا علی الاهتمام بمسئلة الافضلیة انها من علامات السنة والانصاف اصله جعل الشئی نصفین ثم اطلق علی الصلح بین الخصوم بقسمة المتاع فیه بینهما نصفین ثم اطلق علی العدل بین الخصمین انه ان ارید بالافضلیة کثرة الثواب ای کثرة الجزاء علی اعمال الخیر من الدرجات الرفیعة فی الجنان وکثرة التقرب الی الرحمن فللتوقف جهة لان کثرة الثواب لا تعرف بالعقل ولذا توقف الامام مالک قیل له ای الناس افضل بعد نبیهم فقال ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما بلا شک فقیل له وعثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال ما ادرکت احدا اقتدی به بفضیل احدهما علی الآخر وکذا توقف امام الحرمین وابو عباس القلانسی۔[132]

---

[130] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۴۵۴۔

[131] رواه الحاکم، ابن عدی، الخطیب، شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۴۸۴۔

[132] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۴۹۰۔

ترجمہ: اہل سنت والجماعت کی نشانیاں یہ ہیں کہ فضیلت شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور محبت ختنین حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ختن کا لفظ زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جس کے معنی ہیں بیٹی کا شوہر (یعنی داماد)۔ اور ان دونوں کی محبت پر بغیر تعرض کے فضیلت کیلئے دلیل توقف سے اکتفا کیا ہے جس طرح شیخین اور یہ دلیل کافی ہے کہ اس مسئلہ اور ان دونوں کی فضیلت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر علامات اہل سنت کا اہتمام ہو جائے اور انصاف کی اصل (یعنی انصاف کی تعریف) یہ ہے کہ کسی چیز کو نصف نصف (دو حصوں میں) تقسیم کرنا (انصاف کہلاتا ہے) پھر ان دونوں کے جھگڑے کے درمیان صلح پر نصف نصف متاع تقسیم کرنے پر اطلاق کیا پھر ان دونوں کے جھگڑے کے درمیان عدل کا اطلاق ہوا بے شک افضلیت کے ارادہ کا زیادہ ثواب ہے یعنی جنت میں درجات عالیہ سے اعمالِ خیر میں زیادہ اجر ہے اور رحمن کے زیادہ قریب ہونا ہے۔ پس توقف اس وجہ سے ہے کہ زیادہ ثواب کا اندازہ عقل سے نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توقف کیا کسی نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لوگوں میں کون افضل ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بغیر شک وشبہ کے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے علم میں نہیں کہ ان دونوں میں سے کون ایک دوسرے پر فضیلت رکھتا ہے اور ان میں سے پہلے کس کی اقتداء کروں اور اسی طرح امام حرمین اور ابو عباس قلانسی رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اس بارے میں توقف اختیار کیا ہے۔

حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کنا نقول و رسول اللہ ﷺ حی افضل امتہ بعدہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیبلغ ذلک رسول اللہ ﷺ فلا ینکرہ رواہ الترمذی و ثانیہما نصوص السلف فعن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خیر الناس فی ہذہ الامۃ بعد ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم انا رواہ الحافظ ابو سعید السمان کما فی فضل الخطاب بل حکی ابو منصور البغدادی الاجماع علی ان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل۔[133]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زندہ تھے اور ہم کہتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پس ہماری یہ بات رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے (ہماری) اس بات سے انکار نہیں فرمایا۔ (رواہ الترمذی) اور اس بارے میں دوسری دلیل نصوص سلف ہے پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس امت کے بہترین لوگوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میں (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رواہ حافظ ابو سعید سمان) جس طرح فضیلتِ خطاب میں بلکہ ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکایت کیا اس پر اجماع ہے کہ بے شک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں۔

---

[133] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۱۹۴۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنهماقال اجمع المهاجرون و الانصار علی ان خیر هذه الامة ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنه وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنه رواه خشیمة بن سعدوقال الامام النووی فی شرح مسلم الصحیح المشهور تقدیم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنه علی علی رضی اللہ تعالیٰ عنه انتهی۔[134]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین وانصار اس بات پر متفق ہوگئے کہ اس امت میں بہترین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔(رواہ خشیمہ بن سعد)اور حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم کی شرح میں فرمایاہے کہ صحیح اور مشہور بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مقدم ہوناہے۔

اختلف الروایات فیه علی اقوال فاحدها:انه بایعه فی الاول فعن ابی سعیدالخدری قال فی حدیث السقیفة صعدابو بکر المنبر فنظر فی وجوه القوم فلم یر علیافدعاه فجاء فقال یاابن عم رسول اللہ ﷺ اردت ان نفرق المسلمین فقال لاتثریب یاخلیفة رسول اللہ ﷺ فبایعه رواه الحاکم والبیهقی وصحه ابن حبان وانماتوقف ساعة لاشتغاله بغسل النبی ﷺ ثانیهما:انه بائع بعدستة اشهر بعدموت فاطمة الزهراء رضی اللہ تعالیٰ عنهاوهذافی صحیح البخاری ومسلم وثالثهما:وهو الصحیح الجامع بین القولین انه بایعه فی اول الامر ثم تأخر عن صحبة حتی اعادالبیعة بعدستةاشهر۔[135]

ترجمہ: ان اقوال کے بارے میں مختلف روایات ہیں پس ان میں سے اول:بے شک آپ نے پہلے بیعت کی پس حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایاحدیث سقیفہ میں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر چڑھے اوراپنی قوم کے چہروں کی طرف دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایاپس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو طلب کیاجب وہ آگئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد کیا آپ کاارادہ ہے کہ مسلمانوں میں جدائی پیدا کریں؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ، تثریب(سرزنش، ملامت، طعنہ، لپٹنا) نہیں پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان (حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیعت کی رواہ حاکم و بیہقی اور ابن حبان نے صحیح فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دینے میں مصروف ہونے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دیر توقف کیا۔دوم:بتحقیق آپ(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے چھ ماہ بعد بیعت کی اور یہ صحیح البخاری اور مسلم میں ہے۔سوم:اور یہ بات دو اقوال کے درمیان صحیح اور جامع ہے کہ بے شک (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلافت کی ابتداء میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کرلی تھی پھر صحبت اختیار کرنے میں تاخیر ہوگئی حتی کہ چھ ماہ بعد بیعت کا اعادہ کیا۔

فصل نمبر ۷:

نقر بان العبدمع اعماله واقراره ومعرفته مخلوق فلما کان الفاعل مخلوقاولی ان یکون فعله ایضاً مخلوقا ولم یکن لهم طاقة لانهم ضعفاء عاجزون واللہ تعالیٰ خالقهم ورازقهم لقوله تعالیٰ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ (الروم ۴۰)۔ والکسب بالعمل حلال وجمع المال من الحرام حرام الخلق علی ثلثة اصناف المؤمن المخلص فی ایمانه والکافر المجاهر

[134] شرح العقائدالمسمی بالنبراس ص ۲۹۴۔
[135] شرح العقائدالمسمی بالنبراس ص ۲۹۴۔

فی کفرہ و المنافق المداھن فی نفاقہ واللہ تعالیٰ فرض علی المؤمن العمل و علی الکافر الایمان و علی المنافق الاخلاص لقولہ تعالیٰ یَاأَیُّھَاالنَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ (البقرۃ ۲۱) معناہ یاایھاالمؤمنون اطیعو او ایھاالکافرون امنو و ایھاالمنافقون اخلصوا۔

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ بندہ اپنے اعمال اور اقرار اور معرفت کے ساتھ مخلوق ہے پس جب فاعل (بندہ) مخلوق ہو تو اس (بندے) کا فعل بھی بطریق اولیٰ مخلوق ہو گا اور یہ بندے (کسی چیز کو خلق کرنے کی) طاقت نہیں رکھتے کیونکہ مخلوق کمزور اور عاجز ہے (اس لئے کسی چیز کو خلق کرنے کی طاقت نہیں رکھتے) اور اللہ تعالیٰ ان کو پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جِلائے گا" اور کسب کرنا (کسی بھی فن یعنی مزدوری، نجاری، تجارت اور درزی گری وغیرہ کے ذریعہ سے رزق کمانا) حلال ہے اور حرام طریقے کے ذریعہ سے مال جمع کرنا حرام ہے (جیسے چوری، رشوت، سود اور زنا وغیرہ کے ذریعہ سے)۔

مخلوق (انسان، ملائکہ اور جنات) کی تین اقسام ہیں۔

پہلی قسم کے وہ لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور ایمان میں مخلص ہیں (ان میں نفاق نہیں ہوتا)۔ (دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں) جو کافر ہوں اور اپنے کفر کو ظاہر کرنے والے ہوں (یعنی علی الاعلان کہتے ہوں کہ ہم دہری، ہندو، یہودی یا نصرانی ہیں)۔ (تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں) جو منافق ہوں (باطن اور دل میں کافر ہوں اور ظاہری طور پر مسلمان ہوں)۔ اور اللہ تعالیٰ نے مؤمن پر صرف عمل (نماز اور روزہ وغیرہ) فرض کیا ہے اور کافر پر ایمان لانا (فرض کیا ہے) اور منافق پر اخلاص (فرض کیا ہے)۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اے لوگو اپنے رب کو پوجو" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معنی یہ ہیں کہ اے ایمان والو (اللہ تعالیٰ کی) اطاعت کرو (نماز و روزہ وغیرہ ادا کرو اور زنا، قتل، شراب اور چوری وغیرہ سے پرہیز کرو)۔ اور اے کفار ایمان لاؤ۔ اور اے منافقین ایمان میں اخلاص لاؤ اور نفاق کو چھوڑ دو۔

تشریح

قدریہ اور ملاحدہ کا ایک گروہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ہم ہر چیز پر قادر ہیں جب ہم کوئی کام کاج کرتے ہیں تو اس کے ذریعہ سے ہم رزق حاصل کر لیتے ہیں اور اسی طرح ہم نیکی اور بدی دونوں پر بھی قادر ہیں۔

اور بعض گروہ کہتے ہیں کہ کام کاج سے تو مال ہی جمع ہوتا ہے چاہے وہ کام حرام ہو یا حلال، جبکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حلال اور حرام میں فرق کرنا لازمی اور ضروری ہے پھر حرام سے بچنا اور حلال کو کرنا ضروری ہے۔

مرجیہ کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو پہچاننا ضروری ہے باقی کسی عمل کی ضرورت نہیں ہے۔

اور فرقہ سائبہ جو کہ مرجیہ فرقے کی ہی ایک شاخ ہے، کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ایمان کا جزو نہیں ہے اور ہم (اہل سنت والجماعت) کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کے تمام اوامر کو ظاہراً و باطناً اور دل و زبان سے تسلیم کرتے اور نواہی سے اجتناب کرتے ہیں اس لئے کہ شریعت پر عمل کرنا اور نواہی سے بچنا مسلمان پر فرض ہے۔

فصل نمبر ۸

نقربان الاستطاعة مع الفعل لاقبل الفعل و لا بعدالفعل لانه لو کان قبل الفعل لکان العبدمستغنیاعن اللہ تعالیٰ و قت الفعل وھذاخلاف النص لقوله تعالیٰ وَ اللّٰہُ الْغَنِیُّ وَ اَنتُمُ الْفُقَرَآءُ (محمد ۳۸) ولو کان بعدالفعل لکان من المحال حصول الفعل بلااستطاعة۔

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ (کسی کام کو کرنے کی) طاقت، اس کام کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہے۔ (یہ طاقت) نہ تو اس فعل سے پہلے ہوتی ہے اور نہ ہی بعد میں۔ کیونکہ اگر فعل سے پہلے طاقت ہوتی تو بندہ اس فعل کے وقت اللہ تعالیٰ سے غنی (لاپرواہ) ہوتا (یعنی جب بندے میں پہلے سے طاقت موجود ہوتی تو وہ فعل کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج نہ ہوتا) جبکہ یہ بات آیت کریمہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج" اور اگر وہ طاقت (یا کام کرنے کی قدرت) فعل کے بعد پیدا ہو تو یہ بات ناممکن ہے کیونکہ طاقت وقدرت کے بغیر کسی کام کو سرانجام دینا محال ہے۔

تشریح

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ تو اوپر متن ہی میں بیان ہو گیا ہے جس میں مزید وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی تاہم ہم اس موضوع پر دوسرے فرقوں کے عقائد درج ذیل ہیں۔ معتزلہ کے گروہ کا عقیدہ ہے کہ قدرت فعل سے پہلے ہوتی ہے جبکہ یہ عقیدہ بالکل باطل ہے۔

مضطریہ جو کہ جبریہ گروہ کی ایک شاخ ہے وہ کہتے ہیں کہ

قالوا: لا فعل للآدمي، بل الله يفعل الكل۔[136]

ترجمہ: انسان کے پاس تمام افعال کی طاقت اللہ کی طاقت کے برابر نہیں ہے (بلکہ بعض افعال کی طاقت انسان کو دی گئی ہے)۔

اسی طرح جبریہ فرقے کا گروہ یہ عقیدہ رکھتا ہے۔

والافعالية - قالوا: لنا أفعال ولكن لا استطاعة لنا فيها، وإنما نحن كالبهائم نقاد بالحبل.[137]

ترجمہ: افعال واعمال تو ہم سے ہی ادا ہوتے ہیں لیکن ان کو کرنے کی طاقت ہمارے پاس نہیں ہے بلکہ ہم (طاقت واستطاعت میں) چوپائیوں کی طرح ہیں جو نکیل کے ساتھ باندھے ہوئے ہوتے ہیں (یعنی جیسے چوپائے بندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے کسی فعل کی طاقت نہیں رکھتے ایسے ہی انسان بھی بے بس ہے)۔

جبریہ فرقے کا ایک گروہ جس کا نام منبہ ہے ان کا اور مجوسی فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ

ذھب المجوس الی ان للعالم فاعلین احدھمااللہ تعالیٰ وھو فاعل الخیر و خالق الحیوان النافع والثانی الشیطان وھو فاعل الشر و خالق الحیوان ضار۔[138]

ترجمہ: مجوسی کہتے ہیں کہ جہان کے دو فاعل ہیں (یعنی دو خدا) ان میں سے ایک تو اللہ تعالیٰ ہے جو خیر وبھلائی کا بھی فاعل ہے اور نفع دینے والے حیوانات کا بھی خالق ہے جبکہ دوسرا فاعل شیطان ہے جو شر (اور گناہوں کے کاموں) کا فاعل بھی ہے اور نقصان دینے والے حیوانات کا بھی خالق ہے۔

---

[136] الجامع لاحکام القرآن تفسیر القرطبی ج ۴ ص ۴۸۔

[137] الجامع لاحکام القرآن تفسیر القرطبی ج ۴ ص ۴۸۔

[138] شرح العقائدالنسفیة ج ۹ ص ۱۶ طبع مکتبة العلم کانسی روڈ کوئٹہ۔

علامہ محمد عبد العزیز الفرہاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ۔

فانهم يعتقدون آلهين يزدان خالق الخير واهرمن خالق الشر۔[139]

ترجمہ: یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معبود دو ہیں ایک یزدان، جو خیر و بھلائی کا خالق ہے اور دوسرا اَہرمن جو کہ شر کا پیدا کرنے والا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ بندہ اور اس کے افعال واعمال کا خالق حقیقی اور موئثر حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے البتہ بندہ اپنے افعال کا کاسب ہے اسی لئے ثواب وعقاب کا حق دار ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ (الصفت ۹٦)

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡہُ۔ (الانعام ۱۰۲)

یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو۔

تیسری جگہ ارشاد فرمایا کہ

وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوۡۤا اِلٰـہَیۡنِ اثۡنَیۡنِ ۚ اِنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (النحل ۵۱)

اور اللہ نے فرمایا دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے۔

اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ خالق حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذاتِ بابرکات ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

ماوراء النہر کے مشائخ نے مجوسیوں اور معتزلہ کا ان الفاظ سے موازنہ کیا ہے۔

ان مشائخ ماوراءالنهر قدبالغوافی تضليلهم فی هذه المسئلة حتی قالوا ان المجوس اسعدای احسن حالا منهم حيث لم يثبتوا الا شريكا واحدا وهو اهرمن والمعتزلة اثبتوا اشركاء لا تحصیٰ۔[140]

ترجمہ: بتحقیق ماوراء النہر کے مشائخ نے (معتزلہ) کی گمراہی میں بہت مبالغہ (یعنی تاکید) فرمائی ہے حتیٰ کہ مجوسیوں کے بارے میں فرمایا کہ معتزلہ سے ان مجوسیوں کا حال بہت اچھا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف ایک ہی شریک کیا ہے جو کہ ''اَہرمن'' ہے جبکہ معتزلہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے شمار شرکاء ثابت کرتے ہیں (یعنی انسانوں کو، کیونکہ معتزلہ انسان کو اپنے افعال کا خالق مان کر اسے اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت میں شریک ٹھہرا دیتے ہیں)۔

لیکن معتزلہ بندے کو خالق بالذات نہیں کہتے بلکہ حادث جانتے ہیں تاہم جمہور متکلمین نے ان کے اس قول سے ان کو مشرک قرار دیا ہے۔

---

[139] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۲٦۵۔

[140] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۲٦۵۔

فصل نمبر ۹

نقر بان المسح علی الخفین جائز للمقیم یوما و لیلة و للمسافر ثلثة ایام و لیالیھا لان الحدیث ورد ھکذا ومن انکر فانه یخشی علیه الکفر لانه ثبت بالخبر المتواتر و القصر و الافطار رخصة فی السفر بنص الکتاب لقوله تعالیٰ و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ و فی الافطار قوله تعالیٰ فَمَن کَانَ مِنکُم مَّرِیضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ (البقرۃ ۱۸۴)

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کیلئے تین دن اور تین راتیں جائز کیونکہ حدیث شریف میں اسی طرح آیا ہے تو جو شخص (موزوں پر مسح) سے منکر ہو (جیسے روافض) تو بتحقیق اس طرح کے شخص پر کفر کا ڈر ہے کیونکہ (موزوں پر مسح) کرنا حدیثِ متواترہ سے ثابت ہے اور قصر کرنا (چار رکعت والی نماز کو دو رکعت کر کے ادا کرنا) اور سفر میں روزہ نہ رکھنے میں رخصت ہے اور یہ رخصت صریح الفاظ میں قرآن سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں"

تشریح

روافض موزوں پر مسح کرنے سے انکار کرتے ہیں اور یہ لوگ اپنے ننگے پاؤں پر ہی مسح کرتے ہیں۔ موزوں پر مسح کے بارے میں روافض کے گروہوں میں بھی اختلاف ہے۔

اور بعض گروہوں کا عقیدہ یہ ہے کہ رخصت کے دنوں میں یا بیماری اور سفر میں روزہ رکھنا گناہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **یخشی علیه الکفر** کے الفاظ فرمائے ہیں اور اس طرح قطعی حکم نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہے اس کی وجہ جاننے سے پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ حدیثِ متواترہ کی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم کی متواتر حدیث لفظاً اور معناً ہوتی ہے جس کا منکر یقینی کافر ہے۔ اور دوسری قسم کی متواتر حدیث از روئے معناً ہوتی ہے نہ کہ لفظاً۔ یعنی احادیث وارده کے الفاظ مختلف ہوں مگر اس کے معنی کسی چیز کی جانب راجع ہوتے ہوں تو اس طرح کی حدیثِ متواترہ کے منکر پر کفر کا ڈر ہے اور موزوں پر مسح کرنے والی حدیث دوسری قسم سے ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سفر میں چار رکعت فرض کو پورا ادا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

وَمَن یَّتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ (الطلاق ۱)

اور جو اللہ کی حدّوں سے آگے بڑھا بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں سفر کی مسافت بوجھ لادے ہوئے اونٹ کی چال سے تین دن کی ہے اور آرام کرنے کا دورانیہ اس میں سے خارج ہے چنانچہ یہ مسافت تخمیناً تین فرسخ بنتی ہے جس کی مقدار ۴۸ میل یا ۷۷ کلو میٹر ہے۔ گاڑی یا جہاز کی مسافت میں تین دنوں کی شرط نہیں ہے بلکہ اگر تیز رفتار گاڑی یا جہاز نے یہ مسافت ایک دن یا اس سے کم میں طے کر لی تو بھی یہ شخص مسافر ہی شمار ہو گا۔

فصل نمبر ۱۰

نقر بان اللہ تعالیٰ امر القلم بان یکتب فقال القلم ماذا اکتب یا ربی فقال اللہ تعالیٰ ماھو کائن الی یوم القیٰمۃ لقولہ تعالیٰ وَ كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ صَغِيرٍ وَّ كَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿القمر ۵۳﴾

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو اس بات کا امر فرمایا کہ لکھو تو قلم نے عرض کیا "اے میرے رب میں کیا لکھوں" تو اللہ تعالیٰ نے (قلم کو) فرمایا کہ قیامت کے دن تک ہونے والی ہر چیز کی (تقدیر) لکھ دے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔"

تشریح

حضرت فارابی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"لاتظنن ان القلم آلة جمادية" آپ یہ گمان نہ کریں کہ قلم بے چیزوں میں سے ایک آلہ ہے جیسے کہ ہمارے ہاں قلم کی جنس موجود ہے بلکہ وہ قلم جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے وہ فرشتوں میں سے ایک نورانی فرشتہ ہے جو کہ فہم وادراک اور سوال وجواب کے قابل ہے۔

اہل وسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو لوح محفوظ میں ان باتوں کے لکھنے کا حکماً امر نہیں فرمایا بلکہ قلم کو لوح محفوظ میں ان سب چیزوں کے اوصاف لکھنے کا امر فرمایا جیسے خوبی اور برائی، طول وعرض، چھوٹا پن اور بڑا پن (مثلاً ٹیلہ چھوٹا اور پہاڑ بڑا ہے) کمی اور کثرت (مثلاً علماء کم اور عوام زیادہ ہیں) ہلکا پن اور بھاری پن (مثلاً قلم ہلکا ہے اور کتاب بھاری ہے) گرمی اور ٹھنڈک (مثلاً آگ گرم ہے اور برف ٹھنڈی ہے) عبادت اور نافرمانی (مثلاً لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ارادے، اختیار اور اپنے کسب سے حضور نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر بغیر کسی سوچ کے ایمان لائیں گے اور اپنے اختیار سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تبلیغات کریں گے اور اسی طرح لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ ابو جہل لعین اپنے ارادے، اختیار اور اپنے کسب سے اسلام منکر ہوگا اور حضور نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بہت نصیحتوں اور اپنے اختیار کے باوجود کفر سے ایمان لائے گا) ارادہ اور قدرت (مثلاً کسی کام کیلئے ارادہ کرنا جیسے نماز یا کسی کام پر قادر ہونا جیسے تندرست انسان نماز ادا کرنے پر قادر ہوتا ہے) اور کسب یا دوسرے غیر مذکورہ اوصاف جیسے (سفید، سیاہ، اور سرخ وغیرہ) احوال (مثلاً زید تندرست ہے یا غنی ہے اور عمر بیمار یا مسکین ہے) اور اخلاق (مثلاً زید بہت اخلاق والا، سخی اور حلیم ہے اور عمر بہت بد مزاج، بخیل اور غضبناک ہے)۔

لوح محفوظ میں کسی کام کے واقع ہونے پر مطلق حکم نہیں دیا گیا (کہ زید حتماً کافر ہو جائے گا اور عمر حتماً مسلمان ہوگا۔ بغیر وصف اور سبب کے) (کہ زید اور عمر کو ارادے اور کسب میں اختیار حاصل ہے)

اور اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں اس طرح بھی نہیں لکھا کہ زید مؤمن ہوگا اور عمر کافر ہوگا کیونکہ اگر ایسا لکھا گیا ہوتا تو ایمان لانے پر مجبور ہوتا اور عمر کافر ہونے پر مجبور ہوتا اس لئے کہ جس چیز کے ہونے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہو وہ حتماً واقع ہوتی ہے علاوہ ازیں جس چیز کا اللہ تعالیٰ حکم دے تو اس کے حکم کا رد کرنے والا کوئی نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں اس طرح لکھا ہے کہ زید اپنے

اختیاراور قدرت سے ایمان لائے گا اور ایمان کا ارادہ کرے گا اور کفر کا ارادہ نہیں کرے گا اور لوح محفوظ میں اس طرح لکھا ہے کہ عمر اپنے اختیار اور قدرت سے کفر کا راستہ اختیار کرے گا اور یہ کفر کا ارادہ کرے گا اور ایمان لانے کا ارادہ نہیں کرے گا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان سب باتوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے افعال میں جبر نہیں ہے اور دوسرا مقصد جبریہ فرقے کے عقائد کو باطل ثابت کرنا ہے کیونکہ جبریہ فرقے کا عقیدہ ہے کہ

كمازعمت الجبرية انه لافعل للعبداصلاوان حركاته بمنزلة حركات الجمادات لاقدرة عليهاولاقصداولااختيار وهذا باطل لانانفرق بالضرورة بين حركة البطش وحركة الارتعاش ونعلم ان الاولىٰ باختياره دون الثاني۔[141]

ترجمہ: جیسا کہ جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ کا کوئی (اختیاری) فعل ہے ہی نہیں اور اس کی حرکات، جمادات کی حرکات کی طرح ہیں۔ان پر اسے نہ قدرت ہے نہ قصد ہے نہ اختیار۔جبکہ یہ بات غلط ہے اس لئے کہ ہم بدیہی (واضح) طور پر حرکتِ بطش (حملہ اور گرفت) اور حرکتِ رعشہ کے درمیان فرق کرتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ پہلی حرکت اختیاری ہے اور دوسری نہیں۔

جبریہ کا گروہ قطعاً کافر ہے اور اس کی چند وجوہات ہیں۔

ا۔جبریہ کا گروہ ان آیات سے انکار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿الواقعة ۲۴﴾

صلہ ان کے اعمال کا۔

فَمَن شَآءَ فَلْيُؤْمِن وَّمَن شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔(الكهف ۲۹)

تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

جبریہ کا گروہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بھیجے جانے سے بھی انکار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات کی طرف انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو نہیں بھیجا۔

۲۔جبریہ کے گروہ کے مطابق جب مخلوق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفر یا اسلام لانے پر مجبور ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا مخلوق کی طرف انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو بھیجنا بے فائدہ ہوا۔

۳۔جبریہ کے مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کیلئے کتابوں کا نازل کرنا بھی لغو ہے کیونکہ جب کتابوں میں درج اوامر ونواہی کا ان کو اختیار ہی نہیں ہے تو پھر اس کا فائدہ کیا؟

۴۔جبریہ کے مذہب کے مطابق ثواب وعقاب اور جنت ودوزخ بھی لغو ہے کیونکہ یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جمادات کو ثواب وعقاب نہیں دیا جائے گا بلکہ بے زبان حیوانات بھی اس سے آزاد ہیں۔

غاية التحقيق فى شرح العقائد يقول الفقير سامحه القدير قدقال الامام ابو حامد محمد الغزالى رحمه الله تعالىٰ فى احياء العلوم يلزم السكوت فى هذه المسئلة اى مسئلة القدر ولو يتكلم فيها يلزم وقوف الكلام عند قول الحنيفة رحمه الله تعالى والتجاوز عنه ضلال وزندقة۔

---

[141] شرح العقائد المسمى بالنبراس ص ۱۲۵۔

ترجمہ: غایۃ التحقیق فی شرح العقائد میں فقیر (اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے) حضرت امام ابو حامد محمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم میں فرمایاہے کہ اس مسئلہ (مسئلہ قدر) میں خاموشی اختیار کرنی چاہیئے اور اگر اس (مسئلہ قدر) میں کوئی کلام کرے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس پر اس میں سکوت کرنا لازم ہے اور اگر کسی نے اس میں تجاوز کیا تو وہ گمراہ اور زندیق ہے۔

اوراسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے تقدیر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ کیا تو روز قیامت اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا اور جو تقدیر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ نہیں کرے گا اس سے نہیں پوچھا جائے گا۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف (فارسی) میں فرمایاہے کہ اس حدیث کا مقصد جس کو صاحب مشکوۃ نے بھی روایت کیا ہے اس میں قدر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ سے روکنا ہے کیونکہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ روزِ قیامت میں اس پر عتاب اور سرزنش ہے تو اس لئے بہتر بات یہ ہے کہ تقدیر الٰہی پر ایمان رکھا جائے اور اس مسئلہ میں بحث ومباحثہ سے اجتناب کیا جائے۔

بعض لوگ کبھی کبھی یہ سوال کرتے ہیں کہ اس حدیث کی رو سے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قدر کے مسئلہ میں بحث نہیں کرنی چاہیئے تھی اوراسی طرح امتِ مرحومہ کے علماء کرام نے بھی عقائد کی کتب میں قدر کے مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ بحث کیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اس امت مرحومہ میں اہل بدعت وہوا پیدا ہوگئے تھے جیسے کہ جبریہ، قدریہ اور معتزلہ وغیرہ تو اہل سنت والجماعت کے علماء کرام مجبور ہوئے کہ اپنی کتب میں اس مسئلہ کی توضیح قرآن کریم واحادیث نبویہ ﷺ کے مطابق کریں تاکہ امتِ مرحومہ کو ان فرقوں کی گمراہی اور فتنے سے محفوظ رکھ سکیں اوراگر اہل سنت والجماعت کے علماء کرام اس مسئلہ میں خاموشی اختیار کر لیتے تو ساری امت گمراہی اور فتنے کے راستے پر گامزن ہو جاتی۔

جآء فی الحدیث مایدل علی النھی ولکن المتاخرین اضطروا الی البحث عنھا روا علی الجبریۃ والقدریۃ والمذھب فیھا ستۃ۔ فاحدھا: للمعتزلۃ وھو ان الفعل بقدرۃ العبد وحدھا بالایجاب واضطرار۔ ثانیھا: للجبریۃ وھو ان الفعل بقدرۃ اللہ وحدھا ولیس للعبد قدرۃ واختیار بل ھو کالجماد۔ ثالثھا: للاشعری وھو ان الفعل بقدرۃ اللہ وحدھا ولکن للعبد قدرۃ واختیار اذا صرفھا الی الفعل خلق اللہ الفعل منہ فالفعل مخلوق اللہ ومکسوب العبد۔ رابعھا: للفلاسفۃ وینسب الی امام الحرمین وھو ان المؤثر قدرۃ العبد وحدھا بالایجاب واستحالۃ التخلف وقال بعض المحققین مذھب الحکماء ان قدرۃ العبد کالاسباب والادوات واما مفید الوجود فلیس الا الحق سبحانہ قلت وھذا قریب من مذھب الاشعری بل کانہ ھو۔ خامسھا: للاستاذ ابی اسحق الاسفرائی وھو ان المؤثر مجموع القدرتین لا علی ان کلا منھما مؤثر مستقل مایزعم فانہ محال بل علی ان قدرۃ العبد غیر مستقلۃ بالتاثیر فاذا انضمت الیھا قدرۃ الحق سبحانہ صارت مؤثرۃ۔ سادسھا: للقاضی ابی بکر الباقلانی وھو ان المؤثر فی اصل الفعل قدرۃ اللہ وفی وصفہ قدرۃ العبد ومثلوہ بلفم الیتیم ایذاء وتادیبا فاللطم صار عن قدرۃ الحق سبحانہ وکونہ ذنبا او طاعۃ بقدرۃ العبد۔[142]

---

[142] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۲۷۲۔

ترجمہ: جس طرح حدیث میں اس (قضاء وقدر کے مسئلہ) میں بحث ومباحثہ سے منع فرمایا گیا ہے مگر علماء متاخرین نے حالتِ اضطرار میں (قضاء وقدر) پر بحث کو جبریہ اور قدریہ پر جائز فرمایا ہے اوران میں چھ مذاہب ہیں جن میں سے اول: معتزلہ ہے جو کہتے ہیں کہ فعل قدرت صرف بندہ کو ہے سب ایجاد فعل اور اضطرار میں۔ دوم: جبریہ ہیں جو کہتے ہیں کہ فعل قدرت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اکیلا بندہ کچھ نہیں اور بندے کو کچھ قدرت اوراختیار نہیں بلکہ وہ ایک جماد (پتھر) ہے۔ سوم: اشعریہ ہیں جو کہتے ہیں کہ فعل قدرت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے مگر بندہ قادراوراختیار والا ہے جو کہ فعل کو تغیر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے مخلوق کو خلق کیا پس یہ فعل اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا ہے اور بندہ کاسب۔ چہارم: فلاسفہ ہیں جو امام حرمین کیلئے نسبت کرتے ہیں کہ ایجاد اور طلب حالت مخالفت میں مؤثر قدرت صرف بندے کو ہے اور مذہب کے بعض محققین حکماء نے کہا ہے کہ قدرت بندہ جس طرح اسباب اورادوات (بیماریاں) ہیں مفید وجود نہیں مگر حق سبحانہ ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ مذہب اشعریہ کے نزدیک ہے بلکہ انہیں میں سے ہے۔ پنجم: استاذ ابو اسحاق اسفرائی ہیں وہ کہتے ہیں کہ بے شک مؤثر مجموعہ دونوں قدرتیں ہیں نہ کہ دونوں مستقل مؤثر ہیں ان کا گمان ہے کہ یہ محال ہے بلکہ قدرتِ بندہ تاثیر میں غیر مستقل ہے جس وقت قدرت حق سبحانہ ضم ہو جائے تو مؤثر ہو جاتا ہے۔ ششم: قاضی ابی بکر باقلانی ہیں جو کہتے ہیں کہ بے شک اصل میں مؤثرِ فعل اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور وصف میں بندے کی قدرت اور اس کی مثال یتیم کو ایذا اور تکلیف کیلئے تھپڑ مارنا ہے پس یہ تھپڑ حق سبحانہٗ کی قدرت ہوگی اور حالتِ کون اس کی گناہ اور طاعت بندے کی قدرت۔

فصل نمبر ۱۱

نقر بان عذاب القبر کائن لامحالة وسؤال المنکر والنکیر حق لورود الاحادیث والجنة والنار حق وهما مخلوقتان لافناء لهما لقوله تعالیٰ فی حق الجنة۔ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿آل عمران ۱۳۳﴾ وفی حق النار۔ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ ﴿البقرة ۲۴﴾ خلقهما الله تعالیٰ للثواب والعقاب والمیزان حق لقوله تعالیٰ۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُم بِمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿الاعراف ۹﴾ وقرائته الکتاب یوم القیامة حق لقوله تعالیٰ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَلْقٰهُ مَنشُورًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿الاسراء ۱۴﴾

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ قبر کا عذاب ہونا حق ہے ناممکن نہیں ہے (سب کفار اور بعض گناہگار مؤمنوں کیلئے) اور (قبر میں) منکر و نکیر (جو کہ فرشتے ہیں) کا سوال کرنا حق ہے کیونکہ ان کے بارے میں احادیث نبویہ ﷺ میں آیا ہے اور جنت ودوزخ حق ہیں اور دونوں مخلوق ہیں اور دونوں کیلئے فنا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا جنت کے بارے میں فرمان ہے کہ "پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے" اور دوزخ کے بارے میں "تیار رکھی ہے کافروں کے لئے" اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ثواب کیلئے (جنت) اور عذاب کیلئے (عذاب) پیدا کیا ہے اور ترازو (اعمال کے تولے جانے کیلئے) حق ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلّے بھاری ہوئے وہی مُراد کو پہنچے اور جن کے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی اُن زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے" اور بروز قیامت اپنے اعمال ناموں کو پڑھنا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کُھلا ہوا پائے گا فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے"

اللهم اجعلنا من الذین ثقلت موازین حسناتهم ولا تجعلنا من الذین خفت موازین حسناتهم أمین یا رحمن بحرمة شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن۔

تشریح

جہمیہ کا ایک گروہ لقیریہ، بعض معتزلہ اور روافض یہ چاروں گروہ قبر کے عذاب سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ۔

وأنکر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض، لأن المیت جماد لا حیاة له ولا إدراک، فتعذیبه محال۔[143]

ترجمہ: اور بعض معتزلہاور روافض نے قبر کے عذاب سے انکار کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک میت بے جان و بے حس جسم ہوتا ہے نہ اس میں حیات ہوتی ہے اور نہ کسی قسم کا ادراک لہذا اس کو عذاب دینا محال ہے۔

لان المیت جماد بالفتح لا حیوۃ له و لا ادراک و فتعذیبه محال فالنصوص الناطقة به ماولة و اجاب الصالحی من المعتزلة و بعض الکرامیة و الامام ابن جریر الطبری من اهل السنة بان المیت عذب یعذب بلا حیوۃ۔[144]

ترجمہ: کیونکہ میت (ایک پتھر کی طرح) بے جان شئے ہے اور اس میں زندگی نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی چیز کے ادراک کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس لئے اسے عذاب دینا محال ہے پس ان کی تاویل پر نصوص ناطق ہیں اور معتزلہ میں سے صالحہ اور بعض کرامیہ اور اہل سنت میں سے امام جریر طبری نے یہ جواب دیا ہے کہ میت کو زندگی عطا کیے بغیر ہی عذاب دیا جاتا ہے۔

لا یستلزم اعادۃ الروح فی البدن هذا جواب اشکال اوردہ المعتزلة مستدلین ادراک الالم و اللذۃ فیمکن ان یحصل بادنی تعلق للروح بالبدن سواء کان الروح فوق السماء السابعة او محبوسا فی سجین و شبهوا هذا التعلق بوقوع شعاع الشمس من السماء الرابعة علی الارض وعندی فی هذا الجواب بحث وهو ان الاحادیث الصحیحة ناطقة بان الروح یعاد فی الجسد عند السوال فالجواب بانکار الاعادۃ غیر موجه وقد اجاب المشائخ من هذہ الآیة بوجوہ آخر احدها ان حیوۃ القبر و ان کانت عند السوال باعادۃ الروح فهی حیوۃ ضعیفة فجاز ان لا یسمی زالها موتا۔[145]

ترجمہ: بدن میں روح کا داخل ہونا لازمی نہیں ہے یہ ایک اشکال کا جواب ہے معتزلہ نے ادراک، درد اور لذت کے دلائل پیش کیے پس ممکن ہے کہ روح کو بدن کے ساتھ ادنیٰ تعلق حاصل ہو صحیح بات یہ ہے کہ روح ساتویں آسمان سے بھی اوپر ہے یا سجین میں قید ہے اور ان کے اس شبہ کا تعلق سورج کی شعاعوں کا چوتھے آسمان سے زمین پر واقع ہونے سے ہے اور ہمارے نزدیک اس جواب میں ایک بحث ہے اور اس کے بارے میں احادیث صحیحہ موجود ہیں کہ بے شک جس وقت (مردے سے) سوال ہوتا ہے تو اس وقت روح بدن کی طرف لوٹ آتی ہے پس ان کا جواب جو کہ (روح کے لوٹنے) سے انکار ہے یہ قبول کرنے کے لائق نہیں ہے اور بتحقیق مشائخ کرام نے کئی ایک وجوہات سے (اس بات کا) جواب دیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ قبر میں سوال کے وقت زندگی (ملنا) بھی ایک ضعیف سی زندگی ہی ہے۔ پس اس (زندگی) کے زائل ہونے کو موت کا نام نہ دینا ہی جائز ہے۔

جبکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ

أخبر بها الصادق علي ما نطقت به النصوص، قال الله تعالي: (اَلنَّارُ یعْرَضُونَ عَلَیها غُدُوًّا وَّ عَشِیا وَ یوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ) [غافر:46]، وقال الله تعالي: (أغْرِقُوا فَاُدْخِلُوا نَارًا) [نوح:25]، وقال النبيّ صلّي الله علیه وسلّم:

---

[143] شرح العقائد النسفیه ص ۱۴۱۔

[144] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۲۱۔

[145] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۲۲۔

((استنزهوا عن البول فإنّ عامّة عذاب القبر منه))، وقال الله تعالي: (يثَبِّتُ الله الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ) [إبراهيم:27] نزلت في عذاب القبر۔[146]

ترجمہ: مخبر صادق نے اس کی خبر دی ہے جیسا کہ نصوص ناطق ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "آگ جس پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو" اوراللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے" اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "پیشاب سے بچو کیونکہ زیادہ تر قبر کا عذاب اسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔" اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر" یہ آیت قبر کے عذاب کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔

قبر کے فتنہ سے امن میں رہنے کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

وعن أبي أمامة أن النبي ﷺ قال من رابط في سبيل الله أمنه الله من فتنة القبر. رواه الطبراني في الكبير والاوسط.[147]

ترجمہ: حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص صرف اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے سے امن میں رکھتا ہے۔

عن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله فتنة القبر۔[148]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص بھی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پاجائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے سے امن میں رکھتا ہے۔

ایک گروہ منصوریہ ہے جس کا عقیدہ ہے کہ جنت ودوزخ ایک وہم وخیال اور تصور ہے اس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔

اور معتزلہ کا ایک گروہ ترازو میں اعمال کے تولے جانے سے منکر ہے۔

(والوزن حقّ) لقوله تعالي: (وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ) [الأعراف:8] و((الميزان)) عبارة عمّا يعرف به كيفيّة مقادير الأعمال، والعقل قاصر عن إدراك كيفيّته، وأنكرته المعتزلة؛ لأنّ الأعمال أعراض، وإن أمكن إعادتها لم يمكن وزنها؛ ولأنها معلومة لله تعالي، فوزنها عبث. والجواب: أنه قد ورد في الحديث: ((أنّ كتب الأعمال هي التي توزن))، فلا إشكال، وعلي تقدير تسليم كون أفعال الله تعالي معلّلة بالأغراض، لعلّ في الوزن حكمة لا نطّلع عليها، وعدم اطّلاعنا علي الحكمة لا يوجب العبث.

ترجمہ: اوراعمال کا تولا جانا برحق ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اور اس دن تول ضرور ہونی ہے" اور میزان سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعہ اعمال کی مقدار جانی جائے گی اور عقل وزن کا طریقہ جاننے سے قاصر ہے اور معتزلہ نے وزنِ اعمال کا اس لئے انکار کیا کہ اعمال عرض ہیں جن کا دوبارہ موجود کیا جانا اگر ممکن بھی ہو تو ان کا وزن کیا جانا ممکن نہیں، اوراس لئے (ان کا انکار کیا) کہ اعمال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں لہٰذا ان کو وزن کرنا بے فائدہ ہے۔ اور (اس کا) جواب یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے نامہ ہائے اعمال وزن کیے جائیں گے لہٰذا اب کوئی اشکال نہ رہا اوراللہ تعالیٰ کے افعال کا معلل بالاعراض ہونا تسلیم کرلینے کی صورت میں (جواب یہ ہے کہ) ہو سکتا ہے وزن

---

[146] شرح العقائد النسفیہ ص ۱۴۰۔

[147] مجمع الزوائد للهيثمی ج ۲ ا ص ۲ ۹ ۔شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۱۶ ۔

[148] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۱۶ ۔سنن الترمذی ج۳ ص ۳۸۶ ۔مشکوۃ المصابیح باب الجمعۃ ج ا ص ۳۰۵ ۔

کرنے میں کوئی ایسی حکمت جس سے ہم واقف نہ ہوں اور ہمارا حکمت سے واقف نہ ہونا اس کے عبث اور بے فائدہ ہونے کو واجب نہیں کرتا۔

عندنا انہ لا یجب علی اللہ سبحانہ شئی و اذا قلنا ان المطیع یستحق الجنۃ و الکافر یستحق النار ان الاول اہل لفضلہ و الثانی اہل لعدلہ۔ [149]

ترجمہ: ہمارے (یعنی اہل سنت والجماعت کے) نزدیک اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی لازم وضروری نہیں (یعنی نہ تو نیکوکاروں کو جنت دینا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور نہ گناہگاروں کو جہنم میں ڈالنا اس پر لازم ہے) اور جب ہم کہتے ہیں کہ فرمانبردار (بندے) جنت کے اور کافر جہنم کے حقدار ہیں تو (اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ) پہلی قسم والے (یعنی تابعدار) اللہ تعالیٰ کے فضل کے اہل ہیں اور دوسرے (یعنی کفار) اللہ تعالیٰ کے عدل کے مستحق ہیں (لہذا اب اشکال نہ رہا)۔

فان شاء عفی عنہ ای عن صاحب الکبیرۃ اما بمحض فضلہ و اما بشفاعۃ و ان شاء عذبہ مدۃ ثم یدخلہ الجنۃ۔ [150]

ترجمہ: پس اگر (اللہ تعالیٰ) چاہے تو گناہ کبیرہ کرنے والے کو (بھی) بخش دے لیکن یہ بخشش محض اس کے فضل سے ہوگی اور اگر شفاعت بھی ہو تو (اس صورت میں بھی) اگر وہ چاہے تو کچھ مدت کیلئے عذاب دے دے اور پھر (شفاعت کی وجہ سے) جنت میں داخل کردے۔

اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ

ان مکث بعض العصاۃ فی النار ساعۃ و بعضھم یوم و بعضھم شہر و بعضھم سنۃ و اطول مکثھم مدۃ الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ۔ [151]

ترجمہ: بعض گناہگاروں کو اللہ تعالیٰ جہنم میں تھوڑے وقت کیلئے ڈالے گا اور بعض کو ایک دن یا مہینہ بھر کیلئے اور بعض کو سال کیلئے اور بعض کی مدتِ جہنم پوری دنیا کے دورانیے کے بھی سات ہزار گنا زیادہ ہوگی۔

معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ گناہِ کبیرہ کرنے والا کافر نہیں ہوتا بلکہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے ایسے شخص کی تمام نیکیاں بے کار ہیں اور وہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہے گا اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بھی محروم رہے گا اسی طرح معتزلہ عذاب قبر اور وزنِ اعمال سے بھی منکر ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے علاوہ ازیں ان کے نزدیک زندوں کا مردوں کیلئے دعا یا صدقات و خیرات کرنا کچھ نفع نہیں دیتا اور یہ گروہ ایصال ثواب سے بھی منکر ہے۔

فصل نمبر ۱۲

نقر بان اللہ تعالیٰ یحیی ھذہ النفوس بعد الموت یبعثھم یوما کان مقدارہ الف سنۃ للجزاء و الثواب و اداء الحقوق لقولہ تعالیٰ وَ اَنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ﴿الحج﴾ و لقاء اللہ لاھل الجنۃ بلا کیف و لا شبیہ و لا جھۃ و شفاعۃ محمد ﷺ حق لکل من اھل الجنۃ و ان کان صاحب الکبیرۃ و عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا افضل النساء العلمین بعد خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ھی ام المؤمنین و مطھرۃ من القذف و اھل الجنۃ فی الجنۃ خالدون و اھل النار فی النار خالدون لقولہ تعالیٰ فی حق المؤمنین اولئک اصحب الجنۃ ھم فیھا خالدون و فی حق الکافرین اولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون۔

---

[149] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۸۰۔

[150] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۸۰۔

[151] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۸۰۔

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بروزآخرت مردوں کوزندہ فرمائے گاتواس روز کی مقداراایک ہزار سال ہے اور یہ کام جزاءوثواب اورادائے حقوق کیلئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ" اور یہ کہ اللّٰہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں "اوراہل جنت کیلئے اللہ تعالیٰ کادیدار بلاکیف اور بلاجہت وبلامشابہت حق ہے اوراہل جنت کیلئے محمد ﷺ کی شفاعت حق ہے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکے بعد دنیاکی تمام عورتوں سے افضل ہیں اوروہ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمام مؤمنین کی ماں ہیں اور (زناکی) تہمت سے پاک ہیں۔اہل جنت ہمیشہ جنت میں اوراہل دوزخ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اللہ تعالیٰ کامومنین کے حق میں فرمان ہے ۔"وہ جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے "اوراللہ تعالیٰ کاکفار کے بارے میں فرمان ہے کہ "وہ جہنمی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے "

تشریح

روافض سے گروہ طیار نکلاہے یہ لوگ تناسخ کے قائل ہیں اوراس کے قائل ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح،اللہ تعالیٰ کی ہی روح ہے۔(**نعوذباللہ من ذلک**)[152]

قوله عليه الصلوة و السلام ان الله خلق آدم على صورته اما من المتشابهات و اما ان يرادبالصورة الصفة فان الله تعالىٰ خلق آدم عليه الصلوة و السلام حيا عالما قادرا قدرة كاسبة۔[153]

ترجمہ: "حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کواپنی صورت پرپیدافرمایامگر یہ بات تشابہات میں سے ہے صورت سے مرادصفت ہے پس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کوپیدافرمایاحیات کے ساتھ اور علم کسبی کے ساتھ عالم فرمایااور قدرت کسبی کے ساتھ قادر فرمایا۔"

اسی طرح روافض کاایک دوسراگروہ شریعیہ جو شریع سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگ یہ اعتقادرکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پانچ آدمیوں کی صورت میں اتراہے یعنی حضرت محمد ﷺ، حضرت عباس، حضرت علی، حضرت جعفر اور حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی صورت میں۔[154]

اور معتزلہ کاعقیدہ ہے کہ اگر کوئی موحد گناہِ کبیرہ کرے توکافرنہیں ہوتا مگر ایسا کرنے سے وہ ایماندار بھی نہیں رہتا۔ایمان سے خارج ہوجاتاہے اور ہمیشہ کے واسطے اسے آگ میں ڈالاجاتاہے اوراس گناہِ کبیرہ کے سبب اس کی جتنی نیکیاں ہوتی ہیں وہ سب باطل ہوجاتی ہیں اوررسول مقبول ﷺ کی شفاعت بھی اس کے حق میں نہیں ہوتی یعنی وہ اس شفاعت سے محروم رہتاہے اوراس گروہ کے اکثر لوگ قبر کے عذاب اورمیزانِ عدل سے منکر ہیں۔[155]

عن عثمان بن عفان ؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "يشفع يوم القيامة ثلاثة: الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء"[156]

---

[152] غنیۃ الطالبین ص ۱۶۸ ۔
[153] ابو المنتھی ص ۱۵ ۔
[154] غنیۃ الطالبین ص ۱۷۶ ۔
[155] غنیۃ الطالبین ص ۱۷۶ ۔
[156] سنن ابن ماجہ ج۴ ص ۲۲۴ ، شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۷۱۔

ترجمہ: ”حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے پہلے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پھر علماء پھر شہداء۔

وجاءفی الحدیث بعدذکرشفاعۃ المؤمنین واخراجھم عن النارکل من عرفوہ فیقول اللہ عزوجل شفعت الملائکۃ وشفع النبیون وشفع المؤمنون ولم یبق إلا أرحم الراحمین فیقبض قبضۃ من النار فیخرج منھا قوما لم یعملوا خیرا قط۔[157]

ترجمہ: احادیث میں آیا ہے کہ مؤمنین کیلئے شفاعت اوران کے جہنم سے نکل آنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فرشتوں نے شفاعت کرلی اورانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے اور (دوسرے) مؤمنوں نے بھی شفاعت کرلی اب اللہ ارحم الراحمین کے علاوہ اور کوئی شفاعت کرنے والا نہیں بچا (یعنی اب میری باری ہے) پھر وہ (اللہ تعالیٰ) جہنم سے (ایک کثیر تعداد میں) لوگوں کو نکال دے گا اور جہنم سے ان لوگوں کو بھی آزاد کردے گا جنھوں نے (دنیامیں) کبھی بھی کوئی اچھا کام نہیں کیا ہوگا (سوائے کلمہ طیبہ کے)۔

خلافاللمعتزلۃفانھم قالوا الاشفاعۃلتخلیص المجرم بل الشفاعۃلزیادۃ ثواب المحسن فقط۔

ترجمہ: معتزلہ کا اس میں اختلاف ہے پس بتحقیق یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجرم کی خلاصی کیلئے شفاعت نہیں ہے بلکہ شفاعت تو نیکی کرنے والے کے ثواب میں زیادتی کے لئے ہوتی ہے۔

ان النبی ﷺ یسجدیوم القیامۃ ویشفع لاھل النارفیستجاب شفاعتہ ویؤمرباخراجھم من النارفیخرجھم حتی لایبقیٰ فیھاالاحکم القرآن علیہ بالخلود وتفصیلہ فی البخاری والمسلم۔[158]

ترجمہ: بتحقیق نبی کریم ﷺ قیامت کے دن سجدہ فرمائیں گے اوراہل دوزخ کے لئے شفاعت فرمائیں گے پس آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرمالی جائے گی اوران کو دوزخ سے باہر نکالنے کا حکم دیا جائے گا پس سب نکل آئیں گے حتی کہ کوئی بھی باقی نہ رہے گا مگر وہ کہ جس کے بارے میں قرآن کا دوزخ میں داخل ہونے کا حکم ہو اوراس کی تفصیل بخاری ومسلم شریف میں موجود ہے۔

عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ: یصفُّ أھلَ النارِ فیمرُّ بھم الرجلُ من أھلِ الجنۃِ فیقولُ الرجلُ منھم یا فلانُ أما تعرفُني؟أنا الذي سقَیتُک شربۃً وقال بعضُھم أنا الذي وھبتُ لک وضوءًا فیشفعُ لہ فیُدخِلُہ الجنۃَ۔[159]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اہل دوزخ کی صفوف ہوں گی پس اہل جنت میں سے ایک شخص ان کے سامنے سے گزرے گا تو ان (اہل دوزخ) میں سے ایک شخص اس سے کہے گا کہ اے فلاں آپ نے مجھے پہچانا میں وہ شخص ہوں جس نے شربت پلا کر آپ کی پیاس بجھائی تھی اوران (گناہ گاروں) میں سے بعض کہیں گے میں وہ شخص ہوں جس نے آپ کو وضو کیلئے پانی ہبہ کیا تھا پس اس کیلئے وہ شفاعت کرے گا تو یہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔

والاحادیث فی ھذاالمعنی ای مغفرۃ غیرالشرک ولوکبیرۃ غیرتائب کثیرۃ کقولہ تعالیٰ لاتقنطوامن رحمۃ اللہ ان اللہ یغفرالذنوب جمیعاشاملۃ للصغائروالکبائرمع توبۃ وبدونھا وقولہ ان ربک لذومغفرۃ للناس علی ظلمھم وعن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما: قالَ اللہُ تعالی: منْ علمَ أنِّي ذُو قدرۃٍ علی مغفرۃِ الذنوبِ غفرتُ لہُ ولا أبالِي، ما لمْ یشرکْ بِي شیئًا۔[160]

---

[157] صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۷۔

[158] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۷۷۔رواہ البخاری ومسلم۔

[159] محمد المناوي (ت ۸۰۳)، تخریج أحادیث المصابیح ۵/۵۲• أخرجہ ابن ماجہ (۳۶۸۵) بنحوہ، وأبو یعلی (۴۰۰۶)، والطبراني في «المعجم الأوسط» (۶۵۱۱) ابن حجر العسقلاني (ت ۸۵۲)، تخریج مشکاۃ المصابیح ۵/۱۹۶• شعیب الأرنؤوط (ت ۱۴۳۸)، تخریج شرح السنۃ ۴۳۵۳•

[160] السیوطي (ت ۹۱۱)، الجامع الصغیر ۶۰۳۶• صحیح۔ شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۶۴۔

ترجمہ: اوراس معنی میں یعنی شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی مغفرت ہو جانے میں، چاہے وہ گناہِ کبیرہ ہی ہوں، جن سے توبہ بھی نہ کی ہو، تو(اس بارے میں)احادیث بہت زیادہ وارد ہیں جس طرح طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یہ (بخشش) گناہِ صغیرہ اور کبیرہ چاہے توبہ کے ساتھ ہوں یا بغیر توبہ کے سب کو شامل ہے اوراللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بے شک تیرا رب البتہ بخشش والا ہے لوگوں کی بے جا حرکتوں پر بھی۔ اورروایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے کہ جس شخص کو یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ صاحب قدرت ہے گناہوں پر مغفرت کرنے والا ہے اور بخشش فرما دے گا تو کوئی پرواہ نہیں جبکہ شرک نہ کیا ہو۔

ایک اور گروہ روافض کا ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برے الفاظ کے ساتھ یاد کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد دنیا کی تمام عورتوں سے افضل نہیں مانتا حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پاکدامن خاتون ہیں جن کی مدح و توصیف خود قرآن نے سورہ نور میں فرمائی ہے تو جس شخصیت کی تعریف خالق دوجہان بیان فرماتا ہو اس خوش نصیب کے بارے میں نازیبا الفاظ بیان کرنا گمراہی نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے۔

تقسیم فرقہ و اسماء فرقہ و مذاہبہا فقد ظہر لنا من اصول الفرقۃ۔

ترجمہ: فرقوں کی تقسیم اور فرقوں کے نام اوران کے مذاہب تحقیق ہمارے لئے ان فرقوں کے بنیادی عقائد ظاہر ہو چکے ہیں۔

الحروریۃ 1 والقدریۃ 2 والجھمیۃ 3 والمرجئۃ 4 والرافضیۃ 5 والجبریۃ 6

وقد انقسمت کل فرقۃ منہا اثنتی عشرۃ فرقۃ فصارت اثنتین وسبعین فرقۃ انقسمت الحروریۃ اثنتی عشرۃ فرقۃ فأولھم۔

ترجمہ: اور تحقیق ان فرقوں میں سے ہر ایک کو بارہ 12 فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے تو اس طرح بہتر 72 فرقے بن جاتے ہیں حروریہ کو بارہ 12 فرقوں پر تقسیم کیا گیا جن میں سے پہلا یہ ہے۔

1۔الازرقیہ: قالوا لا نعلم احدا مؤمنا وکفروا اھل القبلۃ الا من دان بقولھم۔

ترجمہ: ازرقیہ کہتے ہیں کہ ہم (کسی دوسرے فرقے کے لوگوں میں سے) کسی کو بھی مؤمن نہیں سمجھتے اور (سارے) اہل قبلہ نے کفر (اختیار) کیا ہے سوائے ان لوگوں کے جو ان (ازرقیہ) کے اقوال (اور عقائد) کے نزدیک ہوں (یعنی جو لوگ، ازرقیہ فرقے کے عقائد کے نزدیک ہیں وہ تو مؤمن ہیں اوراس کے علاوہ سب کافر ہیں۔) (نعوذ باللہ من ذلک۔)

2۔الاباضیۃ: قالوا: من أخذ بقولنا فھو مؤمن ومن اعرض عنہ فھو منافق۔

ترجمہ: اباضیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ جس شخص نے ہمارے قول کو اختیار کیا وہ مؤمن ہے اور جس نے اس (ہمارے قول) سے منہ موڑا تو وہ منافق ہے۔

3۔الثعلبیۃ: قالوا ان اللہ عزوجل لم یقض ولم یقدر۔

ترجمہ: ثعلبیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے نہ تو قضاء لکھی اور نہ ہی قدر (یعنی تقدیر)۔

4۔الخازمیۃ: قالوا لا ندری ما الایمان والخلق کلھم معذورون۔

ترجمہ: خازمیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہیں سمجھتے کہ ایمان کیا ہے اور ساری مخلوق اس سے معذور ہے۔

5۔الخلفیۃ: زعموا ان من ترک الجھاد من ذکر او انثی کفر۔

ترجمہ: خلفیہ فرقے کے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مردوں یا عورتوں میں سے جس نے جہاد کو ترک کیا (تو اس جہاد کا ترک کرنا) کفر ہے۔

6۔الکوزیة: قالوا: لیس لاحد ان یمس احدا لانه لا یعرف الطاهر من النجس ولا ان یواکله حتی یتوب ویغتسل۔

ترجمہ: کوزیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو مس کرے اس لئے کہ وہ طہارت و نجاست میں امتیاز کرنا نہیں جانتا اور (یہ بھی جائز نہیں کہ) وہ اس وقت تک (کچھ) کھائے جب تک توبہ اور غسل نہ کر لے۔

7۔الکنزیة: قالوا: لا یسع احدا ان یعطی ماله احدا لانه ربما لم یکن مستحقا بل یکنزه فی الارض حتی یظهر اهل الحق۔

ترجمہ: کنزیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنا مال دینے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اکثر اوقات (لینے والا) لینے کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ (دینے والا اپنے مال کو) زمین میں (دفن کرکے) ذخیرہ کر لے حتیٰ کہ اس کو کوئی حقدار مل (تو پھر زمین سے نکال کر اس کے حقدار کو دے دے)۔

8۔الشراخیة: قالوا: لا باس بمس النساء الاجانب لانهن ریاحین۔

ترجمہ: شراحیہ کہتے ہیں کہ عورت کو کسی ایک جانب سے مس کرنے میں کوئی پروا نہیں کیونکہ وہ (عورت) ایک خوشبو کی مانند ہے۔

9۔الاخنسیة: قالوا: لا یلحق المیت بعد موته خیر ولا شر۔

ترجمہ: اخنسیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ مردے کو مرنے کے بعد خیر و شر لاحق نہیں ہوتا۔

10۔الحکمیة: قالوا: من حاکم الی مخلوق فهو کافر۔

ترجمہ: حکمیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص مخلوق پر حاکم ہو وہ کافر ہے۔

11۔المعتزلة: قالوا: اشتبه علینا امر علی و معاویة فنحن نتبرا من الفریقین۔

ترجمہ: معتزلہ کہتے ہیں کہ (حضرت) علی اور (حضرت) معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معاملہ میں ہمیں اشتباہ ہے اس لئے ہم ان دونوں گروہوں سے بیزار (لاتعلق) ہیں۔

12۔المیمونیة: قالوا: لا امام الا برضا اهل محبتنا۔

ترجمہ: میمونیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ محبت کرنے والے لوگوں کی رضامندی کے بغیر کوئی امام نہیں (بن سکتا)۔

انقسمت القدریة اثنتی عشرة فرقه۔

ترجمہ: قدریہ کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔الاحمریة: وهی التی زعمت ان فی شرط العدل من الله ان یملک عباده امورهم ویحول بینهم وبین معاصیهم۔

ترجمہ: احمریہ وہ فرقہ ہے جس کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عادل ہونے کیلئے شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے امور کا اختیار و ملکیت انہی بندوں کے پاس ہو تاکہ وہ اختیار ان بندوں اور ان کے گناہوں کے درمیان آڑ بن جائے۔

2۔الثنویة: وهی التی زعمت ان الخیر من الله والشر من الشیطان۔

ترجمہ: یہ وہ فرقہ ہے جو گمان کرتا ہے کہ خیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور شر شیطان کی طرف سے۔

3۔المعتزلة: وهم الذین قالوا بخلق القرآن وجحدوا صفات الربوبیة۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات سے بھی انکار کیا ہے۔

4۔الکیسانیة:وهم الذین قالو الا ندری هذه الافعال من الله او من العباد و لا نعلم یثاب الناس بعد او یعاقبو ن۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ افعال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یا بندوں کی طرف سے اور ہم نہیں جانتے کہ لوگوں کو بعد میں ثواب دیا جائے گا یا عذاب۔

5۔الشیطانیة:قالو ا ان اللہ تعالیٰ لم یخلق الشیطان۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو پیدا نہیں کیا۔

6۔الشریکیة:قالو ا ان السئیات کلها مقدرة الا الکفر۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ کفر کے بغیر باقی سب گناہ اور برائیاں تقدیر میں لکھ دی گئی ہیں۔

7۔الوهمیة:قالو الیس لافعال الخلق و کلامهم ذات و لا للحسنة و السئیة ذات۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ مخلوق کے افعال اور کلام کا کوئی وجود نہیں اور نہ ہی نیکی اور شر کا کوئی وجود ہے۔

8۔الزبریة:قالو ا کل کتاب نزل من عند اللہ فالعمل به حق ناسخا کان او منسو خا۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ساری کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے پس ان کتابوں پر عمل کرنا حق ہے چاہے یہ (کتابیں) ناسخ ہوں یا منسوخ۔

9۔المسعدیة:زعمو ا ان من عصی ثم تاب لم تقبل تو بته۔

ترجمہ: یہ فرقہ خیال کرتا ہے کہ جو شخص گناہ کرنے کے بعد توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہیں۔

10۔الناکثیة:زعمو ا ان من نکث بیعة رسول اللہ ﷺ فلا اثم علیه۔

ترجمہ: یہ فرقہ خیال کرتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی بیعت توڑے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

11۔القاسطیة:تبعو ا ابراهیم بن النظام فی قوله من زعم ان اللہ شئی فهو کافر۔

ترجمہ: قاسطیہ نے اس قول میں ابراہیم بن نظام کی پیروی کی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کوئی چیز ہونے کا گمان کرے وہ کافر ہے۔

12۔المتبریة:قالو الا تقبل اللہ توبة العاصی۔[161]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ گناہ گاروں کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

انقسمت الجهمیة اثنتی عشر ة فر قه۔

ترجمہ: جہمیہ کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔المعطلة:زعمو ا ان کل ما یقع علیه وهم الانسان فهو مخلوق و ان من ادعی ان اللہ یر ی فهو کافر۔

ترجمہ: معطلہ کا خیال ہے کہ انسان پر جو کچھ بھی واقع ہوتا ہے وہ مخلوق ہے اور ان کا یہ بھی گمان ہے کہ جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ دیکھا جائے گا (یعنی نظر آئے گا) تو (اس طرح کہنے والا) کافر ہو جائے گا۔

2۔المریسیة:قالو ا اکثر صفات اللہ تعالیٰ مخلو قة۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اکثر صفات مخلوق ہیں۔

3۔الملتزقة:جعلو ا الباری سبحانه فی کل مکان۔

[161] المعتمد فی المعتقد معروف به رساله تور پشتی مطبع مظهر العجائب مدراس 1286ھ ترکی چھاپ ص 220۔

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ میں ثابت کرتے ہیں۔

4۔الواردیۃ: قالوا لایدخل النار من عرف ربہ و من دخلھا لم یخرج منھا ابدا۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے رب کو پہچان لے وہ دوزخ میں داخل نہیں ہو سکتا اور جو شخص دوزخ میں داخل ہو گیا تو وہ اس سے ساری عمر نہیں نکلے گا۔

5۔الزنادقۃ: قالوا لیس لاحد ان نثبت لنفسہ ربا لان الاثبات لایکون الا بعد ادراک الحواس و مالایدرک لایثبت۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ جائز نہیں کہ ہم اپنے لئے رب کو ثابت کریں کیونکہ کسی چیز کو ثابت کرنا جو اس کے ادراک کے بعد ہی ممکن ہے (پہلے ممکن نہیں) اور جس چیز کا ادراک نہ ہو وہ ثابت نہیں کی جا سکتی (مقصد یہ کہ چونکہ انسان اپنے ظاہری حواس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتا اس لئے جائز نہیں کہ وہ ادراک کے بغیر رب کو ثابت کرتا پھرے) (نعوذ باللہ من ذلک۔)

6۔الحرقیۃ: زعموا ان الکافر تحرقہ النار مرۃ واحدۃ ثم یبقی محترقا ابدا لایجد حر النار۔

ترجمہ: ان کا گمان (عقیدہ یہ) ہے کہ کافر صرف ایک ہی دفعہ جہنم کی آگ میں جلے گا اور پھر وہ ہمیشہ جلی ہوئی حالت میں رہے گا (لیکن) آگ کی حرارت کو محسوس نہیں کرے گا۔

7۔المخلوقیۃ: زعموا ان القرآن مخلوق۔

ترجمہ: ان کا گمان ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔

8۔الفانیۃ: زعموا ان الجنۃ و النار یفنیان و منھم من قال لم یخلقا۔

ترجمہ: ان کا خیال ہے کہ جنت و دوزخ (بھی ہمیشہ کیلئے) فنا ہو جائیں گی اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ یہ (جنت و دوزخ) پیدا ہی نہیں کی گئیں (یا یہ کہ دونوں مخلوق نہیں بلکہ ازلی ہیں) (نعوذ باللہ من ذلک)

9۔العبدیۃ: جحدوا الرسل و قالوا انما ھم حکماء۔

ترجمہ: انہوں نے رسل سے انکار کیا اور کہتے ہیں کہ وہ (رسول نہیں بلکہ) حکماء تھے۔

10۔الواقفیۃ: قالوا لانقول ان القرآن مخلوق و لاغیر مخلوق۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ہم نہ (تو) قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور نہ ہی غیر مخلوق (یعنی ازلی) ہونے کا۔

11۔القبریۃ: ینکرون عذاب القبر و الشفاعۃ۔

ترجمہ: یہ قبر کے عذاب اور شفاعت سے انکار کرتے ہیں۔

12۔اللفظیۃ: قالوا لفظنا بالقرآن مخلوق۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن کریم کو تلفظ کرنا مخلوق ہے۔

انقسمت المرجیۃ اثنتی عشرۃ فرقہ۔

ترجمہ: مرجیہ کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ا۔التارکیۃ: قالوا لیس للہ تعالیٰ علی خلقہ فریضۃ سوی الایمان بہ فمن أمن بہ فلیفعل ماشاء۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے بغیر اور کچھ فرض نہیں ہے پس جو شخص (اللہ تعالیٰ) پر ایمان لے آئے تو وہ جو چاہے، کرے۔

۲۔السائبیۃ:قالوا ان اللہ تعالیٰ سیب خلقہ لیفعلوا ما شاؤا۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو کھلا چھوڑ دے گا تا کہ جو اس کے دل میں آئے سو کرے۔

۳۔الراجیۃ:قالوا لا یسمی الطائع طائعا و لا العاصی عاصیا لانا لا ندری ما لہ عند اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ تابع کو تابع اور گناہ گار کو گناہ گار کا نام نہیں دینا چاہیئے اس لئے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسے ہیں۔

۴۔السالبیۃ:قالوا الطاعۃ لیست من الایمان۔

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اطاعت ایمان کا حصہ نہیں ہے۔

۵۔البھیشیۃ:قالوا الایمان علم و من لا یعلم الحق من الباطل و الحلال من الحرام فھو کافر۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ایمان ایک علم (کا نام) ہے اور جو شخص حق کو باطل سے اور حلال کو حرام سے جدا نہ سمجھے تو وہ کافر ہے۔

۶۔العملیۃ:قالوا الایمان عمل۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ایمان عمل کرنے کو کہتے ہیں۔

۷۔المنقوصیۃ:قالوا الایمان لا یزید و لا ینقص۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ایمان نہ تو زیادہ ہوتا ہے اور نہ ہی کم۔

۸۔المستثنیۃ:قالوا الاستثناء من الایمان۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ استثناء ایمان میں سے ہے۔

۹۔المشبھۃ:قالوا ابصر کبصر و ید کید۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا اس طرح ہے جس طرح ہمارا دیکھنا اور اس کا ید اس طرح ہے جس طرح کہ ہمارا ہاتھ ہے۔

۱۰۔الحشویۃ:قالوا احکم الاحادیث کلھا واحد فعندھم ان تارک لنفل کتارک الفرض۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ساری احادیث کا حکم ایک ہی حدیث کی طرح ہے پس ان لوگوں کے نزدیک نفل کو ترک کرنے والا اس طرح (گناہ گار) ہے جس طرح فرض کو ترک کرنے والا۔

۱۱۔الظاھریۃ:الذین نفوا القیاس۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو قیاس کی نفی کرتے ہیں۔

۱۲۔البدعیۃ:اول من ابتدع ھذہ الاحادیث فی ھذہ الامۃ۔

ترجمہ: یہ وہ گروہ ہے جس نے سب سے پہلے اس امت میں بدعات کو پیدا کیا۔

انقسمت الرافضیۃ اثنتی عشرۃ فرقہ۔

ترجمہ: روافض کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔العلویۃ:قالوا ان الرسالۃ کانت الی علی و ان جبریل أخطاء۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ رسالت (حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھیجی گئی تھی لیکن (حضرت) جبرائیل علیہ السلام نے خطا (غلطی) کر ڈالی (اور رسالت، حضرت رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دے ڈالی) (نعوذ باللہ من ذلک)

۲۔الامریۃ:قالوا ان علیا شریک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی امرہ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ امر رسالت میں شریک تھے۔

۳۔الشیعة:قالوا ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیّ رسول اللہ ﷺ و ولیہ من بعدہ و ان الامة کفرت بمبایعة غیرہ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں اور ان کے بعد ان کے ولی ہیں اور یہ امت ان (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے علاوہ دوسرے (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ساتھ بیعت کر کے کافر ہو گئی۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

۴۔الاسحاقیة:قالوا ان النبوة متصلة الی یوم القیامة و کل من یعلم علم اهل البیت فهو نبی۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ نبوت، قیامت تک (جاری) رہے گی اور اہل بیت میں سے جو (شخص زیادہ) عالم ہو گا، وہ نبی ہو گا۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

۵۔الناووسیة:قالوا علی افضل الامة فمن فضل غیره فقد کفر۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری امت میں سے افضل ہیں پس جس نے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بغیر کسی اور کو افضل جانا تو بتحقیق وہ کافر ہے۔

٦۔الامامیة:قالوا لا یمکن ان تکون الدنیا بغیر الامام من ولد الحسین و ان یعلمه جبرائیل علیه الصلوة و السلام فاذا مات بدل غیره مکانه۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے کسی (شخص) کے بغیر دنیا کا وجود (باقی) رہنا ممکن نہیں ہے اور ایسے شخص کو حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام علم سکھاتے ہیں تو جب ایسا شخص فوت ہو جاتا ہے تو کوئی دوسرا اس کی جگہ مقرر ہوتا ہے۔

۷۔الزیدیة:قالوا ولد الحسین کلهم أئمة فی الصلوات فمتی وجد منهم احد لم تجز الصلاة خلف غیرهم برّهم و فاجرهم۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نماز میں سب ائمہ کے امام ہیں پس جس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے کوئی موجود ہو تو کسی دوسرے کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے اگرچہ وہ نیکوکار ہو یا بدکار۔

۸۔العباسیة:زعموا أن العباس کان أولی بالخلافة من غیره۔

ترجمہ: یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخلوق سے خلافت کے معاملے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ اہل تھے۔

۹۔التناسخیة:قالوا الارواح تتناسخ فمن کان محسنا خرجت روحه فدخلت فی خلق یسعد بعیشه۔

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ ارواح تناسخ کرتی ہیں پس جو شخص نیکوکار ہو جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی روح مخلوق میں سے کسی شخص میں داخل ہو جاتی ہے اور پھر اس کی زندگی صحیح گزرتی ہے۔

۱۰۔الرجعیة:زعموا ان علیا و أصحابه یرجعون الی الدنیا و ینتقمون من اعدائهم۔

ترجمہ: یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت علی اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مرنے کے بعد) اس دنیا میں دوبارہ آئیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔

۱۱۔اللاعنة:یلعنون عثمان و طلحة و الزبیر و المعاویة و أبا موسیٰ و عائشة و غیرهم۔

ترجمہ: یہ لوگ حضرت عثمان اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت معاویہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔(نعوذباللہ من شرورھم)

۱۲۔المتربصة: تشبھوا بزیّ النساک ونصبوا فی کل عصر رجلاًینسبون الیہ الامر یزعمون أنہ مھدی ھذہ الامة فاذامات نصبواا الاخر۔

ترجمہ: یہ (اپنے آپ کو دودھ پیتے) بچے کی طرح خیال کرتے ہیں اور ہر زمانے میں ایک شخص کو (ایسے) متعین کرتے ہیں کہ تمام امور کو اس کے ساتھ منسوب کرتے ہیں (یعنی اسے ہر معاملہ میں اپنا حاکم تصور کرتے ہیں) اور اس شخص کو اس امت کے مہدی ہونے کا گمان رکھتے ہیں اور جب وہ مر جاتا ہے تو اس کی جگہ پر کسی دوسرے شخص کو مقرر کر لیتے ہیں۔

انقسمت الجبریة اثنتی عشرۃ فرقہ۔

ترجمہ: جبریہ کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔المضطریة: قالو الافعل للآدمی بل اللہ یفعل الکل۔

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ آدمی کا کوئی فعل نہیں بلکہ فاعل کل اللہ تعالیٰ ہے۔

۲۔الافعالیة: قالو النا أفعال ولکن لا أستطاعة لنا فیھا وانما نحن کالبھائم نقاد بالجبل۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ افعال تو ہمارے ہی ہیں لیکن ان افعال (کے ادا کرنے میں) ہمیں طاقت واستطاعت حاصل نہیں ہے اور (ہماری حیثیت ایسی ہے گویا) ہم حیوانات ہیں جن کے گلے میں نکیل ہے (مطلب یہ کہ جس طرح حیوانات نکیل کے ساتھ بندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اپنی مرضی کے ساتھ کچھ بھی نہیں کر سکتے ایسے ہی انسان بھی بے اختیار ہے)۔

۳۔المفروغیة: قالوا کل الاشیاء قد خلقت والآن لا یخلق شئی۔

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام اشیاء (پہلے سے) پیدا کر دی گئی ہیں۔ اب پیدا نہیں ہوتیں۔

۴۔النجاریة: زعمت ان اللہ تعالیٰ یعذب الناس علی فعلہ لا علی فعلھم۔

ترجمہ: ان کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کے اپنے فعل پر عذاب دیتا ہے نہ کہ دوسرے لوگوں کے فعل کی وجہ سے۔

۵۔المنانیة: قالو اعلیک بمایخطر بقلبک فافعل ماتوسمت منہ الخیر۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ آپ پر وہ کام لازم ہے جس کا آپ کے دل میں خدشہ ہو (لیکن) آپ کو ایسے کام کرنے چاہئیں جن سے آپ کو خیر پہنچ سکے۔

۶۔الکسبیة: قالو الایکتسب العبد ثوابا ولا عقابا۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ بندہ نہ تو ثواب کا کسب کر سکتا ہے اور نہ ہی عذاب کا۔

۷۔السابقیة: قالو امن شاء فلیعمل ومن شاء فلایعمل فان السعید لا تضرہ ذنوبہ والشقی لا ینفعہ برہ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ جو چاہے، وہ عمل کرلے اور جو (نہ) چاہے وہ نہ کرے کیونکہ (جو) نیک بخت ہوگا اسے اس کا گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور جو بدبخت ہوگا اسے اس کی نیکی کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

۸۔الحبیة: قالو امن شرب کاس محبة اللہ تعالیٰ سقطت عنہ عبادۃ الارکان۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا پیالہ پی لیا تو اس سے عبادت کے ارکان ساقط ہو جاتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

۹۔الخوفیة: قالوا من احب اللّٰہ تعالیٰ لم یسعہ ان یخافہ لان الحبیب لا یخاف حبیبہ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے محبت کر لی، اسے کسی قسم کا خوف نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ دوست اپنے دوست سے خوف نہیں رکھتا۔

۱۰۔الفکریة: قالوا من ازداد علما اسقط عنہ بقدر ذلک من العباد۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ بندوں میں سے جس کا علم زیادہ ہو اس سے قدرت ساقط ہو جاتی ہے۔

۱۱۔الخشبیة: قالوا الدنیا بین العباد سواء لا تفاضل بینھم فیما ورثھم ابوھم آدم۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں ک دنیا، بندوں کے درمیان برابر برابر (تقسیم) ہوئی ہے (یعنی) ان (بندوں) کے جد اعلیٰ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جو کچھ وراثت ان کیلئے چھوڑدی ہے اس میں سے کسی ایک کو دوسرے سے فالتو چیز نہیں مل سکتی (بلکہ سب کو برابر برابر حصہ ملتا ہے)۔

۱۲۔المنیة: قالوا منا الفعل ولنا الاستطاعة۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ فعل (بھی) ہم سے ادا ہوتا ہے اور استطاعت بھی ہمیں (ہی) دی گئی ہے۔[162]

قال أبو الفرج الجوزي: فإن قيل هذه الفرق معروفة، فالجواب أنا نعرف الافتراق وأصول الفرق وأن كل طائفة من الفرق انقسمت إلى فرق، وإن لم نحط بأسماء تلك الفرق ومذاهبها، فقد ظهر لنا من أصول الفرق الحرورية والقدرية والجهمية والمرجئة والرافضة والجبرية.

وقال بعض أهل العلم: أصل الفرق الضالة هذه الفرق الست، وقد انقسمت كل فرقة منها اثنتي عشرة فرقة، فصارت اثنتين وسبعين فرقة.

انقسمت الحرورية اثنتي عشرة فرقة، فأولهم الازرقية- قالوا: لا نعلم أحدا مؤمنا، وكفروا أهل القبلة إلا من دان بقولهم.

والاباضية- قالوا: من أخذ بقولنا فهو مؤمن، ومن أعرض عنه فهو منافق.

والثعلبية- قالوا: إن الله عزوجل لم يقض ولم يقدر.

والخازمية- قالوا: لا ندري ما الايمان، والخلق كلهم معذورون.

والخلفية- زعموا أن من ترك الجهاد من ذكر أو أنثى كفر.

والكوزية- قالوا: ليس لاحد أن يمس أحدا، لانه لا يعرف الطاهر من النجس ولا أن يؤاكله حتى يتوب ويغتسل.

والكنزية- قالوا: لا يسع أحدا أن يعطي ماله أحدا، لانه ربما لم يكن مستحقا بل يكنزه في الارض حتى يظهر أهل الحق.

والشمراخية- قالوا: لا بأس بمس النساء الاجانب لانهن رياحين.

والاخنسية- قالوا: لا يلحق الميت بعد موته خير ولا شر.

والحكمية- قالوا: من حاكم

إلى مخلوق فهو كافر.

والمعتزلة- قالوا: اشتبه علينا أمر علي ومعاوية فنحن نتبرأ من الفريقين.

---

[162] الجامع لاحکام القرآن تفسیر القرطبی ج4ص158تا160۔

والميمونية-قالوا: لا إمام إلا برضا أهل محبتنا.
وانقسمت القدرية اثنتي عشرة فرقة: الاحمرية - وهي التي زعمت أن في شرط العدل من الله أن يملك عباده أمورهم، ويحول بينهم وبين معاصيهم.
والثنوية-وهي التي زعمت أن الخير من الله والشر من الشيطان.
والمعتزلة-وهم الذين قالوا بخلق القرآن وجحدوا [صفات] الربوبية.
والكيسانية وهم الذين قالوا: لا ندري هذه الافعال من الله أو من العباد، ولا نعلم أثياب؟ الناس بعد أو يعاقبون.
والشيطانية-قالوا: إن الله تعالى لم يخلق الشيطان.
والشريكية-قالوا: إن السيئات كلها مقدرة إلا الكفر.
والوهمية-قالوا: ليس لافعال الخلق وكلامهم ذات، ولا للحسنة والسيئة ذات.
والزبرية-قالوا: كل كتاب نزل من عند الله فالعمل به حق، ناسخا كان أو منسوخا.
والمسعدية-زعموا
أن من عصى ثم تاب لم تقبل توبته والناكثية - زعموا أن من نكث بيعة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا إثم عليه والقاسطية- تبعوا إبراهيم بن النظام في قوله: من زعم
أن الله شئ فهو كافر.
وانقسمت الجهمية اثنتي عشرة فرقة: المعطلة-زعموا أن كل ما يقع عليه وهم الانسان فهو مخلوق.
وإن من أدعى أن الله يرى فهو كافر.
والمريسية قالوا: أكثر صفات الله تعالى مخلوقة.
والملتزقة-جعلوا الباري سبحانه في كل مكان.
والواردية-قالوا لا يدخل النار من عرف ربه، ومن دخلها لم يخرج منها أبدا والزنادقة - قالوا: ليس لاحد أن يثبت لنفسه ربا، لان الاثبات لا يكون إلا بعد إدراك الحواس، وما لا يدرك لا يثبت.
والحرقية-زعموا أن الكافر تحرقه النار مرة واحدة ثم يبقى محترقا أبدا لا يجد حر النار.
والمخلوقية-زعموا أن القرآن مخلوق.
والفانية-زعموا أن الجنة والنار يفنيان، ومنهم من قال لم يخلقا.
والعبدية-جحدوا الرسل وقالوا إنما هم حكماء.
والواقفية-قالوا: لا نقول إن القرآن مخلوق ولا غير مخلوق.
والقبرية-ينكرون عذاب القبر والشفاعة.
واللفظية-قالوا لفظنا بالقرآن مخلوق.
وانقسمت المرجئة اثنتي عشرة فرقة: التاركية-قالوا ليس لله عز وجل على خلقه فريضة سوى الايمان به، فمن آمن به فليفعل ما شاء.
والسائبية-قالوا: إن الله تعالى سيب خلقه ليفعلوا ما شاءوا.
والراجية-قالوا: لا يسمى الطائع طائعا ولا العاصي عاصيا، لانا لا ندري ماله عند الله تعالى.
والسالبية-قالوا: الطاعة ليست من الايمان.
والبهيشية-قالوا: الايمان علم ومن لا يعلم الحق من الباطل والحلال من الحرام فهو كافر.
والعملية-قالوا: الايمان عمل.

والمنقوصية- قالوا: الايمان لا يزيد ولا ينقص.
والمستثنية- قالوا: الاستثناء من الايمان.
والمشبهة- قالوا: بصر كبصر ويد كيد.
والحشوية- قالوا: حكم الاحاديث كلها واحد، فعندهم أن تارك النفل كتارك الفرض.
والظاهرية- الذين نفوا القياس.
والبدعية- أول من ابتدع هذه الاحداث في هذه الامة.
وانقسمت الرافضة اثنتي عشرة فرقة: العلوية- قالوا: إن الرسالة كانت إلى علي وأن جبريل أخطأ.
والامرية- قالوا: إن عليا شريك محمد في أمره.
والشيعة- قالوا: إن عليا رضي الله عنه وصي رسول الله صلى الله عليه وسلم ووليه من بعده، وإن الامة كفرت بمبايعة غيره.
والاسحاقية- قالوا: إن النبوة متصلة إلى يوم القيامة، وكل من يعلم علم أهل البيت فهو نبي.
والناووسية- قالوا: علي أفضل الامة، فمن فضل غيره عليه فقد كفر.
والامامية- قالوا: لا يمكن أن تكون الدنيا بغير إمام من ولد الحسين، وإن الامام يعلمه جبريل عليه السلام، فإذا مات بدل غيره مكانه.
والزيدية- قالوا: ولد الحسين كلهم أئمة في الصلوات، فمتى وجد منهم أحد لم تجز الصلاة خلف غيرهم، برهم وفاجرهم.
والعباسية- زعموا أن العباس كان أولى بالخلافة من غيره.
والتناسخية- قالوا: الارواح تتناسخ، فمن كان محسنا خرجت روحه فدخلت في خلق يسعد بعيشه.
والرجعية- زعموا أن عليا وأصحابه يرجعون إلى الدنيا، وينتقمون من أعدائهم.
واللاعنة- يلعنون عثمان وطلحة والزبير ومعاوية وأبا موسى وعائشة وغيرهم والمتربصة- تشبهوا بزي النساك ونصبوا في كل عصر رجلا ينسبون إليه الامر، يزعمون أنه مهدي هذه الامة، فإذا مات نصبوا آخر.
ثم انقسمت الجبرية اثنتي عشرة فرقة: فمنهم المضطرية- قالوا: لا فعل للآدمي، بل الله يفعل الكل.
والافعالية- قالوا: لنا أفعال ولكن لا استطاعة لنا فيها، وإنما نحن كالبهائم نقاد بالحبل.
والمفروغية- قالوا: كل الاشياء قد خلقت، والآن لا يخلق شئ.
والنجارية- زعمت أن الله تعالى يعذب الناس على فعله لا على فعلهم.
والمنانية- قالوا:
عليك بما يخطر بقلبك، فافعل ما توسمت منه الخير.
والكسبية- قالوا: لا يكتسب العبد ثوابا ولا عقابا.
والسابقية- قالوا: من شاء فليعمل ومن شاء [ف]- لا يعمل، فإن السعيد لا تضره ذنوبه والشقي لا ينفعه بره.
والحبية- قالوا: من شرب كأس محبة الله تعالى سقطت عنه عبادة الاركان.
والخوفية- قالوا: من أحب الله تعالى لم يسعه أن يخافه، لان الحبيب لا يخاف حبيبه.
والفكرية- قالوا: من أزداد علما أسقط عنه بقدر ذلك من العبادة.
والخشبية- قالوا: الدنيا بين العباد سواء، لا تفاضل بينهم فيما ورثهم أبوهم آدم.
والمنيه- قالوا: منا الفعل ولنا الاستطاعة.[163]

[163] تفسير القرطبي ج4 ص164.